نقیبِ ختمِ نبوت

ماہنامہ

ملتان

جمادی الاُولیٰ : ۱۴۱۳ھ
نومبر : ۱۹۹۲ء

احرار اور اعتدال کی راہ

زندگی کے دشوار گزار سفر سے گھبرائے، اکتائے ہوئے انسانوں کے مختلف گروہ حیران ہوکر دنیا کی بلندی و پستی کو دیکھتے ہیں۔ انسانیت کی رہنمائی کے مختلف مدعیوں میں سے ہم اس گروہ میں ہونے پر فخر کرتے ہیں جس نے آخری مدعی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اکمل و برتر سمجھ کر پسند کرلیا ہے۔ ہم اسلام کے اصولوں کو اعتدال اور عمل کی راہ سمجھتے ہیں۔ بنا بریں سیاسیات میں ہم اعتدال کے دامن کو کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑتے، احرار اس یقین پر قائم ہیں کہ نیکی بغیر قوت کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ مذہب صرف اس کا زندہ ہے جس کی سیاست زندہ ہے۔ اگرچہ بعض تبلیغی اور اصلاحی امور سے بھی احرار سے متعلق ہیں تاہم سیاسی قوت حاصل کرنا ہمارا نصب العین ہے۔ اس کے بغیر ہر اصلاحی تحریک تضیع اوقات ہے۔

کپلنگ کا وہ رسوائے عام تخیل کہ "مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب، اور ان میں ملاپ ممکن نہیں" افسوس! کہ علی گڑھ اور دیوبند کی علمی تحریکات نے سچ کر دکھایا ہے۔ علمائے دین اور انگریزی خواں طبقے میں دیر سے کشاکش جاری ہے، اب یہ آویزش مذہب اور سیاست کا معرکہ بن گئی ہے۔ صرف مجلس احرار اسلام کا وجود اس امر کا شاہد عدل ہے کہ اسلام میں مذہب اور سیاست جدا جدا نہیں۔ بلاخوف تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان بھر میں صرف یہی ایک جماعت ہے جہاں مشرق و مغرب کے علوم سے واقف لوگ بغیر ایک دوسرے پر فوقیت جتائے خدمت اسلام کیلئے وقف ہیں۔

اس جماعت میں تاریک خیال ملا اور مادر پدر آزاد گریجویٹوں کی گنجائش نہیں۔ ہم ٹھیک اسلام کی منشاء کے مطابق اعتدال کی راہ پر جا رہے ہیں، ہم اسلام کو اپنی زندگی کی بنیاد قرار دے کر ہر علم سے استفادہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ بے شک ہماری جماعت میں بعض اوقات علی گڑھ کا علم دیوبند کی فضیلت سے ٹکراتا ہے۔ مگر اس سے کوئی طوفان نہیں اٹھتا بلکہ جماعتی زندگی میں اس پرسکون سطح پر اس تصادم سے نرم رو موجیں پیدا ہوتی ہیں۔ جس سے لطف نظر اور ذوق تماشا زیادہ ہوجاتا ہے۔

مفکر احرار

چودھری افضل حق

خطبہ صدارت، آل انڈیا مجلس احرار پولیٹیکل کانفرنس پشاور۔ ۷، ۸، ۹ اپریل ۱۹۳۹ء

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

Regd No. L - 8755

جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ نومبر ۱۹۹۲ء جلد ۳ شمارہ ۱۱ قیمت فی پرچہ =/۶ روپے

سرپرست اکابر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
حضرت مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہ

مجلسِ ادارت

رئیس التحریر:
سید عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول:
سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد عبد الحق مدظلہ
حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
ذوالکفل بخاری ◉ قمر الحسنین
خادم حسین ◉ ابوسفیان تائب
محمد عمر فاروق ◉ عبد اللطیف خالد
حر آغائی ◉ دیدہ ور

زرِ تعاون سالانہ

◉ اندرونِ ملک =/۱۰۰ روپے ◉ بیرونِ ملک =/۱۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ

خط و کتابت: دار بنی ہاشم — مہربان کالونی — ملتان — فون ۷۲۸۱۳

سلسلۂ تحفظِ ختمِ نبوۃ [شعبۂ تبلیغ] عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل احمد اختر مطبع: تشکیل نور پرنٹرز مقامِ اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

آئینہ

دل کی بات	مدیر	۳
نماز کے انتہائی اہم مسائل	مولانا مفتی محمد ابراہیم۔	۵
نعت	پروفیسر اسلم انصاری	۱۹
جمل مرزا	مولانا لعل حسین اختر ؒ	۲۰
مقدمات بغاوت اور آزادی برصغیر	حفیظ رضا پسروری	۲۲
عام الجماعت	مولانا محمد عبدالحق چوہان	۲۴
مخدوم جہانیاں ؒ	شاہ بلیغ الدین	۲۷
بزرگوں نے فرمایا	قمر الحسنین	۲۹
تاریخ اسلام میں "یزید" نام کے اکابر	ابو حبیب الرحمٰن۔	۳۱
خانقاہ سراجیہ کندیاں	مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی	۳۴
اسی فی صد دولت بائیس گھرانوں میں کیسے سمٹ گئی	خالد ہمایوں	۴۰
مسلک کی آڑ میں بدکاری	بنیاد پرست عبدالواحد بیگ	۴۲
اقبال کی یاد میں	قدرت اللہ شہاب	۴۴
زبان میری ہے بات ان کی۔	ساغر اقبالی	۴۸
چمن چمن اُجالا	ادارہ	۵۰
تضمین	پروفیسر محمد اکرام تائب	۵۴
غزل	اقبال ساجد	۵۵

دل کی بات

شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ

ملک کی اٹھارہ دینی سیاسی جماعتوں پر مشتمل آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی نے ۱۴ اکتوبر کو اسلام آباد میں مجلس عمل کے تمام رہنماؤں کا ایک اجلاس طلب کیا۔ جس میں راقم بھی شریک تھا اسی روز پارلیمنٹ کے سامنے ایک بڑے احتجاجی مظاہرے کا اعلان پہلے ہی ہوچکا تھا۔ جس مقصد کیلئے یہ احتجاجی مظاہرہ ہونا تھا اس میں اہم مطالبہ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ تھا۔ حکومت نے مظاہرہ سے ایک روز قبل ہی بڑا مطالبہ تسلیم کرلیا اس لئے مجلس عمل نے مظاہرے کا پروگرام منسوخ کردیا۔ اس مطالبے کا منظور ہونا تھا کہ ملک بھر میں عیسائی اقلیت (خصوصیت کے ساتھ) اور دیگر اقلیتوں نے اس کے خلاف احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع کردیا جو ہنوز جاری ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق اس ردّ عمل کے پس منظر میں "قادیاں کی مادیاں" سرگرم ہیں قادیانیوں نے دیگر اقلیتوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر انہیں جس طرح جذباتی کیا وہ ان کا پرانا حربہ ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس فیصلہ سے اصل چوٹ انہی پر ہی پڑے گی کیونکہ قادیانی واحد غیر مسلم اقلیت ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے دھوکہ دیکر مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتے ہیں ویسے بھی جن لوگوں نے نبوت پر ڈاکہ ڈالنے میں شرم محسوس نہ کی ہو ان سے دوسرے معاملات میں خیر کی توقع عبث ہے۔

ہمیں عیسائیوں اور دیگر اقلیتوں سے دل کی بات کہنی ہے کہ جب وہ اپنی شناختی کیلئے اپنے مذہب کو پیش کرتے ہیں اور اسی مذہب کے سہارے وہ اپنے حقوق حاصل کرتے ہیں اسی مذہب کے حوالے سے مخصوص نشست پر انتخاب لڑکر اسمبلی میں اپنی خاص نشست پر بیٹھتے ہیں تو شناختی کارڈ میں اس کے اظہار پر کیوں ندامت محسوس کرتے ہیں؟ جب مذہب ہر شہری کی شناخت ہے تو اس کا ذکر ہونا چاہیئے۔ اس سے ان کے حقوق ختم نہیں ہوں گے بلکہ زیادہ مستحکم اور محفوظ ہوں گے۔ انہیں اس مسئلہ کی مخالفت کی بجائے حمایت کرنی چاہیئے۔ اور کھل کر اپنے مذہب کا اعلان کرنا چاہیئے یہ ان کا وہ حق ہے جو اسلام انہیں عطا کرتا ہے۔ اصل خطرہ قادیانیوں کو ہے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ مذہب کے خانے کے اضافہ سے ان کے راستے میں کسی حد تک رکاوٹ کھڑی ہوجائے گی۔ بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ان کی کل تعداد قوم کے سامنے ظاہر ہوجائے گی۔ جسے وہ شروع سے آج تک چھپائے ہوئے ہیں۔

تیسرا گروہ سیاست دانوں کا ہے جو اس مسئلہ کی مخالفت میں "چینخے" کا کردار ادا کررہے ہیں۔ ان "چینخوں" کی سرخیل بے نظیر زرداری ہیں۔ دراصل یہ لوگ لادین اور بے مذہب ہیں۔ اقتدار، شہرت اور دولت ان کا دین و مذہب ہے بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں لیکن ہر دینی مسئلہ کی مخالفت ان کا مقصد حیات ہے۔ اور اس کے لئے "ملا ازم" کی اصطلاح سے کام چلاتے ہیں۔ اگر وہ کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے تو جرأت سے کام لیں اور منافقت کو ترک کریں۔ اور لکھ دیں کہ ہمارا کوئی مذہب نہیں۔ یہ ان کا بنیادی حق ہے جسے کوئی نہیں چھیننا چاہتا۔ یہ بات ہم

چھی طرح سمجھتے ہیں کہ ان کی طرف سے مخالفت اس جنگ کا حصہ ہے جو اسلام یا سیکولرازم کی بالادستی کیلئے پاکستان میں شعوری طور پر لڑی جارہی ہے۔

ہماری آخری رائے یہی ہے کہ مذہب کے خانہ کے اضافے سے قومی شناخت ختم نہیں ہوگی اور نہ ہی اقلیتوں کا درجۂ شہریت متاثر ہوگا۔ یہ ملک کی اکثریت کا مطالبہ ہے جسے حکومت نے تسلیم کرکے ایک مستحسن اقدام کیا ہے۔ اسلام اقلیتوں سے رواداری کا درس ضرور دیتا ہے مگر اپنے حقوق میں مداخلت کی اجازت نہیں دیتا۔ ہم ایسی رواداری کو بے غیرتی یقین کرتے ہیں جس نے ایک ڈرامہ باز عیسائی رکن اسمبلی جے سالک کو یہاں تک زبان درازی کا حق دیا ہے کہ "میں پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہونے دونگا" ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جے سالک جیسے منہ زور اور بے لگام کو نکیل ڈالے۔ کوئی غیرت مند مسلمان یہ برداشت نہیں کرسکتا یہ ملک مسلمانوں کا ہے اور یہاں نظام بھی اسلام ہی چلے گا کسی دوسرے نظام کو قطعاً کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

جرمن وزیر خارجہ کا دورۂ پاکستان

اکتوبر کے آخری ہفتہ میں جرمنی کے وزیر خارجہ "ڈاکٹر کینکل" پاکستان کے دورہ پر آئے تو انہوں نے صدر مملکت، وزیر اعظم، وزیر خارجہ کے علاوہ مسز بے نظیر زرداری سے بھی ملاقات کی۔ انہوں نے مختلف بین الاقوامی امور کے علاوہ جس مسئلے کو سب سے زیادہ اہمیت دی وہ پاکستان میں قادیانیوں کے حقوق سے متعلق تھا۔ اخباری رپورٹ کے مطابق امور خارجہ کے وزیر صدیق کانجو نے انہیں مطمئن کردیا۔ ہمیں اس سے غرض نہیں کہ موصوف مطمئن ہوئے یا نہیں لیکن اس سوال کا حق محفوظ رکھتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ جرمنی کے وزیر خارجہ کو ہمارے ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا حق کس نے دیا ہے؟ ہم اپنے معاملات میں آزاد اور خود مختار ہیں پاکستان نے کبھی ان کے معاملات میں مداخلت نہیں کی۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستانی حکام کے معذرت خواہانہ رویہ پر نہ صرف افسوس کا اظہار کرتے ہیں بلکہ احتجاج کرتے ہیں۔

قادیانی ایک عرصہ سے جرمنی کو اپنی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنائے ہوئے ہیں انہوں نے جھوٹ بول کر وہاں سیاسی پناہ حاصل کی اور اب ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ ~~گذشتہ دس برس سے جرمنی کی طرف ان کا رخ کچھ زیادہ ہوگیا ہے اور~~ پاکستان سے وہ نہ صرف قادیانیوں کو بلکہ بے شمار مسلمان نوجوانوں کو کاروبار اور ملازمت کا جھانسہ دیکر جرمنی لے گئے ہیں۔ مسلمانوں کے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات اپنے قبضہ میں رکھ کر ان سے قادیانیت کی تبلیغ کی بیگار لینا چاہتے ہیں۔ ~~مسلمان نوجوان ان کی تبلیغ نہیں کرتے اس لئے~~ انہیں واپس بھی نہیں آنے دیتے اس کے علاوہ جرمنی کی حکومت کو قادیانیوں نے یہ باور کرایا کہ پاکستان میں ان پر ظلم ہورہا ہے۔ اور انسانی حقوق پامال کئے جارہے ہیں۔ جبکہ قادیانیوں کا یہ پروپیگنڈہ محض دروغ گوئی اور کذب و افتراء پر مبنی ہے۔ جس طرح ان کی نبوت جھوٹی ہے اسی طرح ان کا یہ موقف بھی جھوٹ کا پلندہ ہے۔ قادیانی کبھی بھی ملک کے خیر خواہ نہیں رہے اور اب بھی غیر ممالک میں پاکستان کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں اور جھوٹا پروپیگنڈہ کرکے ملک کی ساکھ کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ حکومت کو اس امر کا سختی سے نوٹس لیکر ملک دشمنوں کو قرار واقعی سزا دینی چاہئے۔ جرمن وزیر خارجہ کو قادیانیوں کی حمایت کرنے کی بجائے اپنی حکومت سے سفارش کرنی چاہئے کہ وہ قادیانیوں کو جرمنی سے نکال دے

(بقیہ صـ۵۵ پر)

مفتی محمد ابراھیم

نماز کے انتہائی اہم مسائل

جن کی طرف عوام تو کیا بعض اوقات خواص بھی توجہ نہیں دیتے۔!

وضو اور غسل:

(۱) وضو کے چار فرض ہیں۔ سر کے بالوں کے اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک چہرے کو دھونا۔ ٹھوڑی اور حلق کے درمیان کا حصہ اس میں داخل نہیں۔ بعض کتابوں میں اسے بھی چہرے کا حصہ شمار کیا ہے جو صحیح نہیں۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔ کم از کم چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔ جن اعضاء کا دھونا فرض ہے ان میں بال برابر جگہ بھی کہیں سے خشک رہ گئی مثلاً ناخن کے نیچے آٹا' یا بڑھے ہوئے ناخنوں کا نچلا خلا۔ تنگ انگوٹھی اور چھلے کنگن وغیرہ کا نچلا حصہ تو وضو نہ ہوگا۔ (عامتہ الکتب)

(۲) افشاں کا گوند' ناخن پالش اور عورتوں کے سنگھار میں استعمال ہونے والی وہ تمام اشیاء جن کی تہ جم جاتی ہے اور پانی ان پر اثر نہیں کرتا ایک تو ایسی اشیاء کا استعمال جائز نہیں کہ یہ شرعی فرائض کی ادائیگی میں مانع ہیں۔ دوسرے جب تک صاف کر کے ان کا اثر زائل نہ کر دیا جائے تب تک نہ وضو ہوگا۔ نہ غسل۔ اگر خدانخواستہ اسی حالت میں موت آگئی تو جنازہ بھی جائز نہیں کہ جنازہ کے لئے بھی طہارت شرط ہے۔ (ردالمختار ص ۱۵۳ ج ۱ ص ۲۰۷ ج ۲ وعامتہ الکتب)۔

(۳) بعض کتابوں میں وضو کے دوران ہر عضو پر بسم اللہ' کلمہ شہادت اور درود شریف پڑھنے کو مستحب لکھا ہے۔ نیز ہر عضو پر پڑھنے کی الگ الگ دعائیں مذکور ہیں۔ ان میں سے کوئی چیز بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ اس لئے انہیں شرعی معنی میں مسنون یا مستحب جاننا صحیح نہیں۔ ہاں یہ عقیدہ رکھے بغیر کوئی شخص یہ چیزیں پڑھتا رہے۔ بلکہ کوئی سا ذکر کرتا رہے تو مضائقہ نہیں۔ صحیح احادیث سے صرف یہ چیزیں ثابت ہیں۔ شروع میں بسم اللہ پڑھنا (ابو داؤد' ترمذی) درمیان میں **اللھم اغفر لی ذنبی ووسع لی فی داری وبارک لی فی رزقی** پڑھنا (نسائی' ابن السنی) وضو سے فارغ ہو کر شہادتین پڑھنا (مسلم' ابو داؤد) نیز اس موقع پر یہ دعائیں بھی ثابت ہیں۔ **اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین** (ترمذی) **سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت**

استغفرک واتوب الیک (نسائی، مستدرک حاکم) سبحانک اللھم وبحمدک استغفرک واتوب الیک (معجم اوسط الطبرانی) شہادتین پڑھتے ہوئے نظر آسمان پر رکھنا بھی کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ اور اس کے ساتھ انگلی اٹھانا تو بے اصل اور فضول ہے۔ وضو کے بعد سورۃ القدر پڑھنا بھی کسی مستند دلیل سے ثابت نہیں۔ (۱)

(۴) بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ دکھتی آنکھ اور دکھتے کان سے بہنے والا پانی اور زکام میں ناک سے بہنے والی رطوبت ناقض وضو ہیں۔ تحقیق یہ ہے کہ ان چیزوں سے وضو نہیں جاتا (کذا فی احسن الفتاوی ص ۲۱ ج ۲۔ وامداد الاحکام ص ۲۵۹ ج ۱)

(۵) انجکشن سے وضو نہیں ٹوٹتا مگر رگ میں انجکشن لگانے سے پہلے عموماً پچکاری میں خون نکالا جاتا ہے پھر دوا کے ساتھ وہ خون دوبارہ جسم میں چلا جاتا ہے پچکاری میں خون آتے ہی وضو ٹوٹ جاتا ہی اسی طرح جلدی انجکشن لگوانے کے بعد کبھی خون نکل آتا ہے۔ اگر یہ خون بہنے کی مقدار میں ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا (کذا فی احسن الفتاوی ص ۲۳ ج ۲)

(۶) اگر کسی کو زخم سے پیپ یا خون رس رس کر کپڑے پر لگ رہا ہے اس لئے بہتا نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر ایک مجلس میں وہ اتنا رس جائے جو کپڑے کے جذب نہ کرنے کی صورت میں بہہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا اور کپڑا بھی ناپاک ہوجائے گا۔ اس سے کم ہو تو نہ وضو جائے گا نہ کپڑا ناپاک ہوگا۔ (البحر الرائق ص ۳۳ ج ۱۔ رد المختار ص ۱۳۵ ج ۱)

(۷) دانتوں میں استعمال ہونے والا برش اگر خنزیر کے بالوں کا ہے تو اس کا استعمال قطعاً حرام ہے بلا ضرورت سنت مسواک کے قائم مقام نہ ہوگا کیونکہ سنت مسواک کی لکڑی ہی سے ثابت ہے بلا ضرورت اس کی عادت ڈالنا خلاف سنت ہے اور دوسری قباحت یہ بھی ہے کہ اصل شعائر اہل اسلام کا نہیں۔ (امداد المفتیین ص ۲۷۳)

(۸) کسی کی ڈاڑھی مونچھ اور بھویں اس قدر گھنی ہیں کہ نیچے کی کھال نظر نہیں آتی تو نیچے کی کھال کا دھونا ضروری نہیں بلکہ یہ بال ہی کھال کے قائم مقام ہیں صرف ان بالوں کا اوپر اوپر سے دھونا ضروری ہے جو حد چہرہ میں ہیں۔ اور نیچے لٹکے ہوئے بالوں کا دھونا ضروری نہیں بہتر ہے۔ یہ بھی سنت ہے کہ ایک دو چلو پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے کے بالوں کو تر کرلیا جائے' یہ تفصیل وضو میں تھی۔ غسل میں ایک ایک بال کو جڑ سمیت دھونا فرض ہے اور عورت کے بال کھلے ہوئے ہوں تو غسل میں ان کو دھونا فرض ہے۔ گندھے ہوئے ہوں تو انہیں کھولنا ضروری نہیں صرف جڑوں کو

(۱) واحادیث الذکر علی اعضاء الوضوء کلھا باطل لیس فیھا شئی یصح (المنار المنیف ص ۱۲۰) واما الحدیث الموضوع فی الذکر علی کل عضو فباطل۔ ایضا (ص ۱۲۲) وما جاء فی بعض کتب الحدیث ثم رفع نظرہ الی السماء فھذہ الزیادۃ منکرۃ لانہ تفرد بھا ابن عم ابی عقیل وھو مجھول وکذا قراءۃ سورۃ انا انزلناہ عقب الوضوء لا اصل لہ۔ (المقاصد الحسنۃ للسخاوی رحمہ اللہ تعالی ص ۴۲۴)

تر کرنا فرض ہے۔ ہاں کھولے بغیر جڑوں کو تر کرنا ممکن نہ ہو تو کھول کر پورے بالوں کو دھونا فرض ہوگا (عامتہ الکتب)

(۹) قرآن مجید کے خالی صفحہ بلکہ جلد کو بھی بلا وضو چھونا جائز نہیں ہے مگر کاغذ کے جس حصہ پر قرآن مجید لکھا ہو اسے چھونا جائز نہیں۔ صرف ترجمہ لکھا ہوا ہو تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو اصل قرآن مجید کا۔ اخبارات ورسائل میں بھی جہاں قرآنی آیات یا ان کا ترجمہ لکھا ہو وہاں بے وضو ہاتھ رکھنا جائز نہیں۔ کتب حدیث وفقہ کو بے وضو چھونا جائز ہے تاہم ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ تمام دینی کتابوں کو باوضو چھوا جائے (غنیتہ المستملی ص ۵۷ رد المختار ص ۱۷٦ ج ۱) تلاوت بھری کیسٹ کو چھونا ہر آدمی کے لئے جائز ہے۔

(۱۰) آدمی معذور کب بنتا ہے؟ کب تک رہتا ہے؟ اور معذور کے احکام کیا ہیں؟ ان تینوں باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

کوئی آدمی معذور اس وقت قرار پاتا ہے جب کسی ایک فرض نماز کے پورے وقت میں اتنا سا وقفہ بھی اسے نہ ملے کہ فوری وضو کر کے جس میں فقط چار فرض پورے کئے جائیں صرف فرض نماز ادا کر سکے وہ بھی اس کیفیت سے کہ نماز کے سنن ومستحبات ترک کر کے صرف فرائض وواجبات پر اکتفا کرے۔ جب عذر اس کثرت سے لاحق ہو تو یہ شخص معذور ہے۔

اب یہ شخص اس وقت تک معذور رہے گا جب تک کہ نماز کے پورے وقت میں ایک بار بھی پیش آتا رہے گا ہاں! اگر کسی نماز کا پورا وقت عذر سے "کلیتاً" خالی نکل گیا تو اب یہ شخص بھی معذورین کی فہرست سے نکل گیا۔

معذور آدمی کو ہر فرض نماز کے وقت ایک بار وضو کرنا ضروری ہے۔ اب وقت کے اندر اندر یہ عذر خواہ کتنی ہی بار پیش آجائے وضو نہیں ٹوٹے گا (ہاں کوئی اور سبب پایا گیا تو ٹوٹ جائے گا) اس وضو سے پورے وقت کے اندر جتنی نمازیں چاہے فرض واجب سنن ادا کر سکتا ہے۔ وقت نکلتے ہی یہ وضو ٹوٹ جائے گا۔ اب دوسری نماز کے لئے نیا وضو کرے۔

معذور کے کپڑے کا حکم یہ ہے کہ اگر اسے یقین ہو کہ کپڑا دھونے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے دوبارہ ناپاک نہیں ہوگا تو اسے دھونا ضروری ہے۔ اور سلام تک ناپاک ہو جانے کا اندیشہ ہو تو دھونا ضروری نہیں۔ (ھدیہ ص ٦۷ ج ۱۔ رد المختار ص ۳۰۵ ج ۱ و عامتہ الکتب)

(۱۱) اگر کسی نے ایسی عبادت کے لئے تیمم کیا جو مقصود بالذات ہے اور طہارت بھی اس کے لئے شرط ہے تو ایسے تیمم سے نماز ادا کرنا درست ہے۔ ورنہ نہیں۔ پس اگر کسی بے وضو آدمی نے زبانی تلاوت کے لئے تیمم کیا یا قرآن مجید کو ہاتھ لگانے کے لئے تیمم کیا تو اس تیمم سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس لئے کہ پہلی صورت میں طہارت شرط نہیں اور دوسری صورت میں عبادت عبادت مقصودہ نہیں۔ اور جنبی نے تلاوت کے لئے تیمم کیا تو اس سے نماز ادا کر سکتا ہے۔ اسی طرح کوئی

شخص کسی مخصوص عبادت کی نیت کے بغیر فقط طہارت کاملہ کی نیت سے تیمم کرے تب بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔ (الفتاوی الخیریہ ص ۵ ج ۱۔ رد المختار ص ۲۴۵ ج ۱)

(۱۲) ان باتوں سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اپنا یا کسی اور شخص کا ستر دیکھ لینا یا ہاتھ لگانا۔ گوکہ بلا اضطرار و مجبوری کسی کا ستر دیکھنا چھونا یا اپنا ستر دکھانا سخت گناہ ہے۔ عورت کا بچے کو دودھ پلانا۔ (ہاں نماز ٹوٹ جائے گی بشرطیکہ بچے کے منہ میں دودھ اتر آئے) قے کرنا جو منہ بھر کر نہ ہو۔ ٹیک لگا کر سونا' بشرطیکہ گرنے نہ پائے۔ یا گرے تو فوری بیدار ہو جائے۔ قیام رکوع یا سجدے میں سونا۔ جبکہ سجدہ مسنون ہیئت سے ہو۔ ایسی حالت میں سونا کہ مقعد پوری طرح زمین پر ٹکی رہے مثلاً گھٹنے کھڑے کر کے ہاتھوں سے پکڑ لے یا کپڑے سے باندھ دے۔ یا چار زانو بیٹھ کر آلتی پالتی مار کر سو گیا اگر دوزانو بیٹھ کر یا چار زانو بیٹھ کر ران پر ٹیک لگالی اور سو گیا تو اس حالت میں اگر مقعد پوری طرح زمین پر قائم نہ رہی تو وضو ٹوٹ گیا۔ (رد المختار ص ۱۴۴ ج ۱ وغیرہ)

(۱۳) غسل میں یہ تین باتیں فرض ہیں۔ کلی کرنا' ناک میں پانی ڈالنا' پورے بدن پر پانی بہانا۔ اس طور سے کہ کہیں بال برابر جگہ سوکھی نہ رہے۔ باقی غسل میں نیت شرط نہیں۔ ہاں بہتر ہے۔ غرغرہ بھی فرض نہیں صرف منہ بھر کر کلی کرنا ضروری ہے۔ بعض لوگ اس میں بہت غلو کرتے ہیں اور خاص مقدار میں پانی اس پر ضائع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح ناک کی ہڈی میں پانی پہنچانا ضروری نہیں صرف نرم حصے میں کہ جہاں سے ہڈی شروع ہوتی ہے پانی پہنچانا فرض ہے جو معمولی اہتمام سے باسانی پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح غسل سے پہلے یا بعد میں کچھ پڑھنا بھی ضروری نہیں۔ (عامتہ الکتب)

(۱۴) نماز روزہ کی پابند اور دیندار خواتین میں بھی ایک کوتاہی عام طور پائی جاتی ہے وہ یہ کہ ایام سے پاک ہونے کے بعد کئی وقت غسل کے انتظار میں ٹالتی رہتی ہیں حالانکہ کسی نماز کے بالکل آخری وقت میں آکر پاک ہوئیں تب بھی اس وقت کی نماز ذمہ میں فرض ہو جاتی ہے ان مسائل کی تفصیل بہشتی زیور حصہ دوم میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(۱۵) حالت جنابت میں یہ کام جائز ہیں: سلام کرنا' سلام کا جواب دینا' عورت کا بچے کو دودھ پلانا' کھانا پکانا' ہاتھ دھو کر کلی کر کے کھانا پینا۔ بغیر ہاتھ دھوئے کلی کئے بھی کھانا پینا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ ہاں پانی پینے کی صورت میں صرف پہلا گھونٹ مکروہ ہوگا۔ تلاوت قرآن کے سوا ہر قسم کے اذکار اور دعائیں پڑھنا۔ ایسی قرآنی آیات بقصد دعاء پڑھنا جن میں دعاء کا مضمون ہو جیسے سورہ فاتحہ آیہ الکرسی۔ ربنا آتنا فی الدنیا اور دیگر تمام قرآنی دعائیں باقی تلاوت جائز نہیں خواہ ایک آیت یا اس کا ٹکڑا ہی ہو۔ ہاں! مفرد کلمات ایک ایک کر کے پڑھ سکتے ہیں۔ بے وضو یا جنبی کے لئے قرآن مجید لکھنے کی گنجائش ہے بشرطیکہ کاغذ کو ہاتھ نہ لگے۔ مگر اس سے بھی احتراز بہتر ہے۔ لکون المسئلہ مختلفا فیھا (عامتہ الکتب)

(۱۶) غسل خانہ میں بالعموم صفائی نہیں ہوتی اس لئے بیت الخلاء کی طرح غسل خانہ میں بھی داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں نکالے ۔ غسل سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے ۔ مگر غسل خانہ میں داخل ہونے سے پہلے پڑھے اور فارغ ہونے کے بعد غسل خانہ سے باہر نکل کر وضو کے بعد والی دعاء پڑھے ۔ اگر غسل خانہ نہایت صاف ستھرا ہو اور اس کے اندر بیت الخلاء نہ ہو تو اس میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت جو پاؤں چاہے پہلے رکھے اور بسم اللہ بھی غسل خانہ کے اندر کپڑے اتارنے سے پہلے پڑھے ۔ اگر کوئی لنگی وغیرہ باندھ کر غسل کر رہا ہو تو کپڑے اتارنے کے بعد بسم اللہ پڑھے (احسن الفتاوی ص ۳۷ ج ۲ بحوالہ رد المحتار)

طہارت و نجاست:

(۱۷) دھوبی کو جو کپڑے ناپاک دیئے تھے وہ دھلنے کے بعد بھی ناپاک ہی تصور کئے جائیں گے ۔ ان میں نماز صحیح نہ ہوگی اور ہاں: دھوبی کے متعلق یقین ہو کہ اس نے کپڑے چلتے پانی میں یا اتنے بڑے حوض میں دھوئے جس کا کل رقبہ ۱۰۰ ہاتھ یا اس سے زائد ہے تو ناپاک کپڑے پاک ہوجائیں گے ۔

(۱۸) کسی شخص نے کپڑے پر نجاست دیکھی مگر یہ معلوم نہیں کہ کب سے لگی ہے؟ تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر نجاست منی ہے تو جس وقت نیند سے بیدار ہوا اس وقت سے کپڑے کو ناپاک سمجھا جائے گا ۔ اور پیشاب یا پاخانہ ہے تو جس وقت سے پیشاب پاخانہ سے فارغ ہوا اس وقت سے ناپاک تصور کیا جائے گا ۔ کوئی اور نجاست ہے تو دیکھنے کے وقت سے ناپاکی کا حکم لگے گا ۔ (رد المحتار ص ۲۱۹ ج ا وغیرہ)

(۱۹) اگر پیشاب مخرج سے تجاوز کرگیا اور زائد کی مقدار درہم (تقریباً چاندی کے روپے) سے زائد نہیں تو بغیر دھوئے صرف ڈھیلا استعمال کرنے سے نماز ہوجائے گی اور پاخانہ کا حکم یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد اگر مخرج سے تجاوز کرنے والی نجاست ایک مثقال (۵ ماشہ) یا اس سے کم ہو ۔ اگر بارش میں کپڑا ڈال دیا گیا یا نہر یا بڑے حوض میں ڈال دیا گیا تب بھی تین بار ڈبونا شرط نہیں صرف اتنا کافی ہے کہ نجاست زائل ہونے کا غالب گمان ہوجائے۔

(۲۵) دستی نل (ہینڈ پمپ) میں اگر نجاست گرجائے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نجاست پڑتے وقت جتنا پانی اس کے اندر ہے وہ نکالنے کے بعد مزید اتنی مقدار میں پانی نکال دیا جائے جس سے پورا پائپ تین بار دھل سکتا ہو اس مقدار کا اندازہ کرنے کے لئے غالب گمان کافی ہے ۔ ایک دوسرا آسان طریقہ یہ ہے کہ نل کے اوپر سے اتنا پانی ڈالا جائے کہ پائپ بھرجائے اور اوپر سے پانی بہنے لگے ۔ پانی جاری ہونے کی وجہ سے پاک ہوجائے گا (رد المختار ص ۱۹۶ ج ۱)

اوقات:

(۲۶) اوقات کراہت کی تفصیل یہ ہے ۔ عین طلوع آفتاب ۔ غروب آفتاب ۔ اور دوپہر کے وقت

جبکہ آفتاب ٹھیک سر پر ہو ہر قسم کی نماز خواہ وہ فرض ہو یا نفل ۔ مکروہ تحریمی ہے ۔ اگر اپنی اوقات میں سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ تلاوت جائز مگر مکروہ تنزیہی ہے ۔ اس لئے سجدہ کو موخر کرنا افضل ہے ۔ اور جنازہ اگر پہلے سے تیار تھا تو ان اوقات میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ۔ ہاں: اسی وقت تیار ہوا تو بلا کراہت جائز ہے ۔ نماز عصر نماز عصر' نماز فجر اور صبح صادق کے بعد نفل نماز مکروہ ہے ۔ قضاء نمازیں جنازہ اور سجدہ تلاوت کی ادائیگی میں حرج نہیں ۔ البتہ ان تینوں اوقات میں قضاء نمازیں گھر میں پڑھنی چاہئیں ۔ مسجد میں پڑھنا لوگوں کے سامنے اپنے گناہ کا اظہار ہے ۔ جب امام خطبہ کے لئے اٹھ کھڑا ہو تو کسی قسم کی نماز شروع کرنا جائز نہیں ۔ ہر خطبہ کا سننا واجب ہے خواہ خطبہ جمعہ ہو یا خطبہ عیدین ۔ خطبہ حج ہو یا خطبہ نکاح وغیرہ تو فجر کی سنت ادا کرلے ۔ نماز عید سے پہلے نفل نماز مکروہ ہے ۔ اور عید ہوچکنے کے بعد گھر میں نوافل جائز ہیں عید گاہ میں مکروہ ۔ (عامتہ الکتب)

(۲۷) طلوع کے بعد جب آفتاب میں اتنی تیزی آجائے کہ اس پر نظر جمانا مشکل ہو تو اشراق کا وقت شروع ہوجاتا ہے جو نصف النہار تک رہتا ہے مگر شروع دن میں پڑھنا افضل ہے ۔ چاشت کا وقت اشراق پڑھتے ہی شروع ہوجاتا ہے اور نصف النہار تک رہتا ہے مگر اس کا افضل وقت دن کا ایک چوتھائی حصہ گذرنے کے بعد ہے ۔ تہجد کا وقت نماز عشاء کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے ۔ مگر افضل وقت نیند سے اٹھ کر ہے ۔ ہاں! جسے اندیشہ ہو کہ آنکھ نہ کھلے گی تو وتروں سے پہلے دو رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ کر سوجائے ۔ اور اٹھنے کی نیت بھی کرلے اگر آنکھ نہ کھلی تو تہجد کا ثواب مل جائے گا **کما جاء فی الحدیث** (عامتہ الکتب)

(۲۸) نمازیوں کے اجتماع کے بعد کسی فرد کے انتظار میں جماعت میں تاخیر کرنا جائز نہیں ۔ البتہ کوئی ہے تو نماز ہوجائے گی اگرچہ پھیلاؤ میں یہ درہم سے زائد ہو اسے نہ دھونا مکروہ تنزیہی ہے اور درہم سے زائد نجاست کی صورت میں (خواہ پیشاب میں ہو خواہ پاخانہ میں) پانی سے استنجا فرض ہے ۔ اگر استنجے کی حاجت ہے مگر پردہ کی جگہ موجود نہیں تو ستر کھول کر پانی سے استنجا جائز نہیں بلکہ ڈھیلے پر اکتفا کرے (فتاوی عالمگیری ص ۴۸ ج ۱ ۔ رد المختار ص ۳۱۶ ج ۱ ۔ ص ۳۳۸ ج ۱ ۔ وعامتہ الکتب)

(۲۰) دودھ پیتے بچے بچی کا پیشاب بھی بڑے آدمی کے پیشاب کی مانند نجاست غلیظہ ہے جسے دھوئے بغیر نماز جائز نہیں ۔ (رد المختار ص ۳۱۸ ج ۱) عورتیں عموماً اس مسئلہ میں کوتاہی کرتی ہیں ۔ اسی طرح ان کے دودھ ڈالنے کا بھی وہی حکم ہے جو عام آدمی کی قے کا یعنی منہ بھر کر دودھ ڈالیں تو نجس ہے اور ایک مجلس میں بار بار ڈالیں جس کا مجموعہ منہ بھر کی مقدار کو پہنچ جائے تب بھی مجموعہ نجس ہے جسے دھوئے بغیر نماز نہ ہوگی (غنیتہ المستملی ص ۱۲۷ رد المختار ص ۳۱۸ ج ۱)

(۲۱) فضا میں اڑنے والے حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے اور حرام پرندوں کی نجاست خفیفہ ۔ اور حلال پرندے جو اڑتے نہیں جیسے مرغی' بطخ' مور چکور وغیرہ ان کی بیٹ نجاست غلیظہ ہے ۔ (رد المختار ص ۳۲۰ ج ۱)

(۲۲) آجکل اسپرٹ اور الکحل کے لئے انگور کشمش یا کھجور کا استعمال نہیں ہوتا (اور انہی چیزوں کی خالص شراب تیار ہوتی ہے) لہٰذا جن اشیاء میں ان کی آمیزش ہو ان کا استعمال جائز ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو احسن الفتاوی ص ۹۵ ج ۲۔

(۲۳) وضو غسل یا بہ نیت تقرب وثواب استعمال ہونے والا پانی نیز برتن یا چھوٹے حوض کا پانی جس میں جنبی یا بالغ بے وضو آدمی ہاتھ ڈال دے مستعمل پانی کہلاتا ہے۔ بشرطیکہ ان پر ظاہری نجاست نہ ہو ورنہ پانی نجس ہوجائے گا۔ مستعمل پانی پاک ہے مگر بلا ضرورت اس کا پینا یا کھانے پینے کی اشیاء مین استعمال مکروہ تنزیہی ہے۔ وضو اور غسل میں اس کا استعمال درست نہیں۔ ہاں! جسم یا کپڑے وغیرہ پر جو ظاہری نجاست لگی ہو وہ اس سے پاک ہوجائے گی۔ (رد المختار ص ۱۹۸ ج ا وغیرہ) مگر بلا ضرورت ازالہ نجاست کے لئے بھی اس کا استعمال بہتر نہیں۔ لکون المسئلہ مختلفا فیھا بین الائمہ۔

(۲۴) مسائل کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ناپاک کپڑے کو تین بار دھونا اور ہر بار پوری قوت سے نچوڑنا ضروری ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ برتن میں پانی ڈال کر بار بار کپڑے کو اس میں بھگویا جائے۔ اگر ٹونٹی کھول کر ناپاک کپڑے پر پانی بہایا جائے تو اس صورت میں تین بار پانی ڈالنے یا نچوڑنے کی شرط نہیں۔ صرف اتنا پانی بہادینا کافی ہے جتنا تین بار برتن میں پانی بھر کر دھونے میں خرچ شخص شریر ہو اور اس سے خطرہ ہو تو اس کے شر سے بچنے کے لئے تاخیر کی جاسکتی ہے (احسن الفتاوی ص ۳۰۵ ج ۳)

آجکل کے حالات کے پیش نظر گھڑی سے وقت کی تعیین اور امام کے لئے وقت معین کی پابندی ضروری ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں لوگوں کے اجتماع کو ملحوظ رکھا جاتا تھا اب چونکہ گھڑی کے معین وقت پر ہی نمازی جمع ہوتے ہیں لہٰذا یہ امر بھی اس کو مقتضی ہے کہ معین وقت سے تاخیر نہ کی جائے۔ علاوہ ازیں قرون اولی کے ائمہ تنخواہ نہیں لیتے تھے اور اس زمانہ کا امام تنخواہ دار ملازم ہے اس لئے بھی اس پر متعین وقت کی پابندی لازم ہے۔ البتہ نمازیوں پر امور ذیل کا خیال رکھنا ضروری ہے:

(۱) اگر کبھی بتقاضائے بشریت امام کو چار پانچ منٹ تاخیر ہوجائے تو بے صبری اور چیخ وپکار کی بجائے صبر وتحمل سے کام لیں اور اس تاخیر کو کسی عذر پر محمول کرکے امام پر زبان درازی اور طعن سے احتراز کریں۔

(۲) اگر امام ہمیشہ تاخیر سے آنے کا عادی ہو تو اسے ملاطفت سے سمجھانے کی کوشش کی جائے۔

(۳) اگر تفہیم کے باوجود امام کی روش نہیں بدلتی تو منتظمہ اسے معزول کرسکتی ہے مگر اس صورت میں بھی امام سے متعلق بدزبانی اور اس کی غیبت ہرگز جائز نہیں۔ (احسن الفتاوی ص ۳۰۱ ج ۳)

ازان واقامت

(۲۹) ناسمجھ بچے کی ازان یا اقامت صحیح نہیں۔ سمجھدار بچے کی بلا کراہت جائز ہے۔ فتاوی عالمگیریہ ص ۵۴ ج ادعامتہ الکتب)

(۳۰) اگر کلمات ازان یا اقامت میں تقدیم وتاخیر ہوجائے تو مقدم کلمات دوبارہ کہے جائیں مثلاً **اشھد ان محمدا رسول اللہ** کے بعد غلطی سے **حی علی الفلاح** کہہ دیا تو **حی علی الصلوۃ** کے بعد **حی علی الفلاح** دوبارہ کہے۔ اور پوری ازان دوبارہ کہے تو افضل ہے۔ (رد المختار ص ۳۸۹ ج ا مع التحریر المختار)

اگر کوئی کلمہ چھوٹ گیا اور ازان یا اقامت کہتے ہی فوراً" یاد آگیا تو جہاں سے کلمہ چھوٹا تھا وہاں سے لوٹائے اور کچھ دیر کے بعد یاد آیا تو پوری ازان واقامت کو لوٹائے **کذا فی احسن الفتاوی** ص ۲۸۵ ج ۲) فوری یاد آنے کی صورت میں بھی لوٹالینا افضل ہے **کما مر فی المسئلہ الاولی**۔ اور جو ازان قبل از وقت دی گئی۔ وقت کے اندر اس کا اعادہ ضروری ہی۔ بلکہ ازان کا ایک کلمہ بھی وقت سے پہلے کہہ دیا تو پوری ازان واجب الاعادہ ہے۔ (ہدایہ ص ۹۱ ج ا رد المختار ص ۳۸۵ ج ا)

(۳۱) کلمات ازان واقامت کا زبانی جواب دینا مستحب ہے) بلکہ بعض علماء کے نزدیک کلمات ازان کا جواب واجب ہے اس لئے اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے اگر کوئی شخص ادان سے پہلے مسجد میں پہنچ گیا ہو تب بھی جواب دینا مستحب ہے۔ بلکہ تلاوت وذکر میں مشغول ہو تو بہتر ہے کہ تلاوت وذکر روک کر ازان کا جواب دے۔ اور ازان پوری توجہ ویکسوئی سے سنی چاہئے اس دوران سلام کرنا بھی مناسب نہیں۔ کسی نے سلام کرلیا تو جواب دینا ضروری نہیں۔ اور یہ حکم مرد وعورت باوضو' بے وضو بلکہ جنبی سب کے لئے یکساں ہے۔ البتہ عورت کے لئے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ ایام سے پاک ہو۔ اگر کلمات ازان کا جواب کوئی شخص موذن کے ساتھ ساتھ نہ دے سکا تو ازان ختم ہونے پر دیدے۔ بشرطیکہ زیادہ وقفہ نہ ہوگیا ہو۔ (رد المختار ص ۳۹۶ ج ا وغیرہ) اگر متعدد ازانیں سنائی دیں تو بہتر تو یہ ہے کہ سب کا جواب دے۔ اس میں دشواری محسوس ہو تو صرف پہلی ازان کا جواب دے خواہ وہ محلّہ کی ہو یا کسی دوسری مسجد کی (فتح القدیر ص ۱۷۴ ج ا)

(۳۲) **الصلوۃ خیر من النوم** کے جواب میں **صدقت وبررت وبالحق نطقت** کے کلمات کہے جاتے ہیں اس کا کسی حدیث سے ثبوت نہیں ملتا اس لئے جواب میں بھی **الصلوۃ خیر من النوم** ہی کہنا چاہئے جیسے حدیث میں حکم ہے: **قولوا مثل ما یقول (التحریر المختار للرافعی رحمہ اللہ تعالی** ص ۴۷ ج ا)

(۳۳) موذن غائب ہو تو دوسرا آدمی بلا کراہت اقامت کہہ سکتا ہے۔ ہاں موذن کی موجودگی میں بلا اجازت اقامت کہنا بہتر نہیں جبکہ اسے ناگوار ہو (رد المختار ص ۳۹۵ ج ا وغیرہ)

(۳۴) دوران اقامت کئی لوگ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اس کو ثواب اور ادب سمجھنا تو

بدعت ہے۔ ثواب نہ سمجھا جائے تب بھی حدود شریعت پر زیادتی ہونے کی وجہ سے مکروہ اور واجب الاحتراز ہے (کذا فی احسن الفتاوی ص ۲۹۷ ج ۲)

(۳۵) اذان واقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں۔ مسجد سے باہر جس طرف بھی اذان کہی جائے درست ہے خواہ دائیں طرف ہو خواہ بائیں طرف۔ اسی طرح اقامت جس صف میں جس طرف کھڑے ہوکر کہی جائے درست ہے۔ عام طور پر موذن کے لئے امام کے پیچھے جگہ خاص کی جاتی ہے۔ ایسا کرنا جائز نہیں۔ بلکہ مسجد میں کسی کے لئے بھی جگہ متعین کرنا جائز نہیں۔ موذن اگر امام سے قریب رہنا چاہتا ہے تو دوسرے نمازیوں سے پہلے آجائے ورنہ جہاں بھی جگہ ملے وہیں اقامت کہہ دے۔ کذا فی احسن الفتاوی ص ۲۸۲ ج ۲ ص ۲۹۵ ج ۳)

(۳۶) اذان اور اقامت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ہر کلمہ کو ساکن پڑھا جائی۔ اذان میں ہر کلمہ پر وقف کرے اور اقامت میں دو کلمات کے بعد مگر پہلے کلمہ کو بھی بہ نیت وقف ساکن پڑھے۔ اور قد قامت الصلوۃ میں دونوں جگہ وقف کرے۔ اذان اور اقامت میں دو تکبیروں کو ایک کلمہ شمار کیا جاتا ہے۔ مفتوح کرکے دوسری تکبیر کے ساتھ ملایا جائے۔ (احسن الفتاوی ص ۲۹۶ ج ۲)

مسجد:

(۳۷) درج ذیل کاموں کی مسجد میں گنجائش نہیں۔ بعض کام ان میں سے مکروہ ہیں اور بعض حرام۔ ماچس جلانا، مٹی کا تیل جلانا، بدبودار لباس پہن کر آنا، سگریٹ، بیڑی، نسوار یا اور کوئی بدبودار چیز لانا۔ یا ایسی چیز استعمال کرنے کے بعد منہ صاف کئے بغیر مسجد میں آنا۔ فضول گفتگو کرنا۔ سوال کرنا۔ سائل کو دینا۔ کھانا، پینا۔ لیٹنا۔ خرید وفروخت کرنا۔ ریح خارج کرنا۔ اخبار بینی۔ گمشدہ چیز کا اعلان کرنا (جنازہ کا اعلان جائز ہے۔ نیز جو چیز مسجد میں گم ہو اس کا اعلان مسجد میں جائز ہے۔ ناسمجھ بچوں کو لانا۔ مسجد کی وقف شدہ زمین میں بیت الخلاء استنجاء خانے یا غسل خانے بنانا۔ یا یہ چیزیں مسجد کے قریب بنانا کہ بدبو مسجد تک پہنچے آجکل اس مسئلہ میں سخت کوتاہی ہورہی ہے۔ گملے رکھنا یا درخت لگانا۔ الا یہ کہ درخت مسجد کی کسی مصلحت سے لگایا جائے مثلاً زمین مرطوب ہو اور اس کی رطوبت ونمی ختم کرنے کے لئے درخت لگایا جائے۔ مسجد کا پانی بجلی یا اس کی دیگر اشیاء چٹائی دری لوٹا وغیرہ ذاتی استعمال میں لانا۔ تھوکنا، وضو کرنا، یا صرف کلی کرنا۔ مسجد میں کپڑے سکھانا۔ مسجد کو گذرگاہ بنانا۔ کسی شخص کا مسجد میں اپنے لئے جگہ مخصوص کرلینا۔ الا یہ کہ پہلے آکر بیٹھ جائے۔ مسجد کی زمین پر تیمم کرنا ہاں اگر کوئی مسجد میں لیٹا ہو اور اسے احتلام ہوجائے تو جلد تیمم کرکے نکل جائے۔ حالت جنابت میں مسجد داخل ہونا۔ الا یہ کہ اور راستہ نہ ہو اور مجبوری سے گذرنا پڑے۔ جوتے ضرورت سے مسجد میں رکھنا جائز ہیں مگر رکھنے سے پہلے دیکھ لینا ضروری ہے کہ ان پر نجاست نہ ہو۔ نیز معتکف آدمی کے لئے مسجد میں کھانا، پینا، لیٹنا، ٹہلنا، زبانی بیع وشراء اور بعض علماء کے

نزدیک ریح کا اخراج جائز ہے ۔ اسی طرح کوئی مسافر پردیسی یا مجبور شخص مسجد میں سونا چاہے تو اعتکاف کی نیت سے سو سکتا ہے ۔ مگر اس شرط سے کہ مسجد کی صفائی اور اداب کو ملحوظ رکھے نیز منتظمہ کی طرف سے ممانعت ہو تو ان سے اجازت حاصل کرے ۔ مسجد میں جنازہ پڑھنا خواہ جنازہ اور نمازی مسجد میں ہوں یا جنازہ باہر اور نمازی (سب کے سب یا بعض مسجد میں ہوں ہاں باہر کوئی جگہ نہ ہو تو اسی مجبوری میں مسجد میں جنازہ جائز ہے اس مسئلہ کی تفصیل احسن الفتاوی ص ۱۸۳ ص ۱۸۴ ج ۴ میں ہے) (غنیتہ المستملی ۵۶۶ ۔ المتانتہ فی المرمتہ عن الخزانتہ ص ۱۳۹ ۔ امداد الفتاوی ص ۵۴۶ ج ۲ وعلتہ الفتاوی)

(۳۸) مسجد کی دیواروں پر قرآنی آیات لکھنا مکروہ ہے ۔ نقش ونگار پھول بوٹے محراب اور سامنے قبلہ کی دیوار پر بنانا مکروہ ہے ۔ بعض علماء نے دائیں بائیں کی دیواروں کا بھی یہی حکم تحریر کیا ہے ۔ اگر پیچھے کی دیوار پر یا چھت پر یا سامنے اتنے اوپر بنائے جائیں کہ نمازی کی نظران پر نہ پڑے تو بلا کراہت جائز ہے ۔ نیز اس میں زیادہ تکلف کرنا اور باریک باریک بنانا بھی مکروہ ہے ۔ بالخصوص اس قسم کے شیشے لگانے میں زیادہ کراہت ہے جن میں نمازی کا عکس نظر آتا ہو ۔ یہ تفصیل اس صورت میں ہے کہ ذاتی پیسہ سے یہ کام کرایا جائے اور پیسہ شائبہ حرام سے پاک خالص حلال کا ہو ۔ وقف کا مال اس قسم کے زیبائشی کاموں میں صرف کرنا ناجائز ہے ۔ اگر متولی نے مسجد کا پیسہ اس کام پر صرف کیا تو وہ ضامن ٹھہرے گا اور یہ روپیہ اسے اپنی جیب سے ادا کرنا ہوگا ۔ اس حد تک بھی یہ کام جائز ہے مسنون یا مستحب نہیں ۔ نقش ونگار بنانے کے بجائے یہ پیسہ مساکین پر تقسیم کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے ۔ (غنیتہ المستملی ص ۵۷۱ المتانتہ ص ۱۳۹ وغیرھما)

(۳۹) کئی لوگ پانی کی ٹونٹی کھول کر اطمینان سے مسواک میں لگ جاتے ہیں یا باتیں شروع کردیتے ہیں ۔ پانی کا یہ اسراف جائز نہیں ۔ بلکہ حدیث میں ہے کہ چلتی نہر پر بیٹھ کر کوئی وضو کرے تب بھی پانی کا اسراف جائز نہیں مسنون طریقہ تو یہ ہے کہ گھر سے وضو کر کے چلا جائے ۔ اگر کوئی شخص مسجد کی ٹونٹیوں سے وضو کرنا چاہے تو پانی کا استعمال پوری احتیاط کے ساتھ بقدر ضرورت کرے ۔ مسجد اور مدارس کا پانی وقف کا ہوتا ہے ۔ اگر کسی وہم کے مریض کو تین بار دھونے سے اطمینان نہ ہوتا ہو تو وہ گھر سے وضو کر کے چلے وقف کے پانی سے تین سے زائد بار کسی عضو کا دھونا جائز نہیں ۔ (رد المختار ص ۱۳۲ ج ۱)

(۴۰) یہ جو عام مساجد میں رواج چل نکلا ہے کہ نمازی مسجد میں ننگے سر آتے ہیں اور مسجد میں پڑی ہوئی چٹائی کی ٹوپیاں سر پر رکھ کر نماز ادا کرتے ہیں ان ٹوپیوں کا رکھنا احترام مسجد کے خلاف ہے اور ان میں نماز بھی مکروہ ہوتی ہے ۔ عام مشاہدہ ہے کہ ایک ایک ٹوپی کو بیسیوں آدمی استعمال کرتے ہیں ۔ چند دن گذرنے پر ہی یہ ٹوٹنا شروع ہوجاتی ہیں اور ان کے تنکے مسجد میں بکھر جاتے ہیں ۔ نیز کثرت استعمال سے ان پر میل کی تہ جم جاتی ہے ۔ پسینے اور میل کی بو آنے لگتی ہے ۔ ایک سلیم الطبع آدمی

انہیں دیکھ کر ہی گھن کھانے لگتا ہے اس لئے انہیں مسجد میں رکھنا مسجد کی سخت بے حرمتی ہے ۔ جو لوگ ایسی ٹوپیاں خرید خرید کر مساجد میں رکھ جاتے ہیں وہ دیانتداری سے بتائیں کہ ان ٹوپیوں کو اپنے گھروں کی زینت بنانے کو تیار ہیں؟ کیا ایک دن کے لئے بھی اس پر آمادہ ہیں کہ یہ کوڑا اٹھاکر اپنے شو روم میں سجالیں؟ ۔ سنجیدگی سے سوچئے کہ دنیا کے کسی ادنی سے ادنی حاکم کے دربار میں تو ننگے سر جانا دربار کی توہین اور قابل تعزیر جرم ہے مگر احکم الحاکمین کا عالی دربار ان آداب سے مستثنیٰ ہے ۔ غرض یہ رسم صرف شرعاً ہی نہیں عقلاً اور طبعاً بھی مذموم اور قابل ترک ہے ۔ ان میں نماز ادا کرنا بھی مکروہ ہے اس لئے کہ حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح کی ہے کہ ایسے لباس مین انسان کی نماز مکروہ ہوتی ہے جسے پہن کر وہ عام مجالس میں جانے سے شرماتا ہو ۔ ظاہر ہے کہ کوئی عام آدمی بھی یہ ٹوپی پہن کر کسی دربار، کچہری بلکہ اپنے گھر جانا بھی گوارا نہیں کرتا ۔ کیا اللہ تعالیٰ کے دربار کی اتنی بھی عظمت نہیں ۔ دراصل مساجد کے منتظمین نے مساجد میں اس کوڑے کا اسٹاک لگاکر لوگوں کو رومال ٹوپی سے بے نیاز کردیا ہے ۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ ایک صاحب حیثیت مسلمان سینکڑوں روپے کا لباس پہنتا ہے مگر دو چار روپے کی ٹوپی بنوانے کی زحمت گوارا نہیں کرتا؟ مسجد میں برہنہ سر پہنچ کر ٹوپی کی تلاش شروع کرتا ہے مساجد کے منتظمین کو یہ غلط رسم یکسر ختم کردینی چاہئے ۔ اگر واقعتاً" کوئی مسلمان اتنا ہی تنگ حال اور مفلس ہے کہ دو روپے کی ٹوپی بھی نہیں رکھ سکتا تو اس کی نماز ننگے سر بھی جائز ہے ۔ اس رسم کو باقی رکھنے کا کوئی جواز نہیں ۔ اسی طرح بہت سی مساجد میں میت کو غسل دینے کا تختہ اور چارپائی وغیرہ بھی رکھی جاتی ہے ۔ ان چیزوں کا مسجد سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ۔ لہٰذا اس قسم کی اشیاء کا مسجد یا مسجد کے حجرہ میں رکھنا جائز نہیں ۔ دراصل لوگوں کا یہ ذہن بن چکا ہے کہ مساجد، مدارس خانقاہیں رفاہ عامہ کے ادارے ہیں ۔ یہ سوچ بے دین ماحول کی پیداوار ہے ۔

امامت واقتداء:

(۴۱) جماعت شروع ہونے کے بعد بعض مقتدی دیر سے پہنچتے ہیں اور امام کو سجدہ یا قعدہ میں پاکر کھڑے انتظار شروع کردیتے ہیں کہ جب امام کھڑا ہوگا تو شامل جماعت ہوں گے ۔ ان کا یہ طریقہ غلط ہے امام کو آدمی جس حال میں پائے تکبیر تحریمہ کہہ کر اسی حال میں شامل ہونا ضروری ہے **لما جاء فی الحدیث اذا اتی احد کم الصلوٰۃ والامام علی حال فلیصنع کما یصنع الامام** (ترمذی) اور بعض ناواقف امام کو رکوع میں پاکر بھاگ پڑتے ہیں اور عجلت کی وجہ سے جھکتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں شریک ہوجاتے ہیں ایک تو نماز کے لئے بھاگنا جائز نہیں سکون اور وقار سے چلنا ضروری ہے **کما جاء فی الحدیث اذا اتی احد کم الصلوٰۃ فعلیکم السکینۃ لما ادرکتم فصلوا .....** (**للشیخین**) دوسرے ان کی نماز بھی نہیں ہوتی (جبکہ ہاتھ گھٹنوں تک جھک جائیں) اس لئے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہوکر کہنا فرض ہے ۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ سیدھے کھڑے ہوکر تکبیر تحریمہ کہے اور ثناء

پڑھے بغیر رکوع میں چلا جائے۔ رکوع کے لئے الگ سے تکبیر کہنے کی حاجت نہیں۔ ہاں اگر امام کو سجدہ یا قعدہ میں پائے تو تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے پھر تکبیر کہہ کر امام کے ساتھ شریک ہو۔ اگر امام کو قراءت میں پائے تو جہری نماز میں تکبیر کہہ کر خاموش کھڑا ہوجائے اور سری نماز میں ثناء بھی پڑھ لے۔ فتاوی قاضی خان علی ھامش الہندیہ ص ۸۸ ج ا فتح القدیر ص ۳۴۴ ج ۱) پہلی صورت میں یعنی جب امام کو رکوع میں پائے تو تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ فوری رکوع میں جھک جائے۔ (کذا فی احسن الفتاوی ص ۲۸۸ ج ۳)

(۴۲) بعض لوگ بالکل آخر میں پہنچتے ہیں۔ ان کی تکبیر تحریمہ ختم ہونے سے پہلے ہی امام سلام پھیر چکا ہوتا ہے (لفظ السلام کہہ دیتا ہے) مگر وہ جلدی سے تکبیر کہہ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اقتداء صحیح نہ ہونے کی وجہ سے ان کی نماز نہیں ہوتی۔ نئے سرے سے انہیں تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرنا ضروری ہے۔ رد المختار ص ۴۶۸ ج ا ص ۵۸۳ ج ۱) اس کے برعکس بعض حضرات امام کو قعدہ اخیرہ میں بیٹھا ہوا دیکھ کر اپنی الگ سے شروع کردیتے ہیں یہ بھی جائز نہیں۔ جب تک امام سلام نہیں پھیرتا فوری اس کے ساتھ شریک ہوکر جماعت کا ثواب حاصل کرلینا چاہئے۔

(۴۳) جو مسبوق قعدہ اولی میں آکر شریک ہوا اور اس کے بیٹھتے ہی امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا یا مسبوق قعدہ اخیرہ میں شریک ہوا اور اس کے بیٹھتے ہی امام نے سلام پھیردیا تو دونوں صورتوں میں مسبوق کو چاہئے کہ وہ بیٹھا رہے اور تشہد پڑھ کر اٹھے۔ یہی حکم اس مقتدی کا ہے جس کے تشہد پورا ہونے سے پہلے امام کھڑا ہوجائے یا سلام پھیردے۔ اگر امام قعدہ اولی سے اٹھنے کے بعد تیسری رکعت کے رکوع میں چلا گیا تب بھی مسبوق اور مقتدی تشہد پڑھ کر اٹھیں اور امام کے پیچھے پیچھے چلتے رہیں۔ (غنیۃ المستملی ص ۴۹۱ رد المختار ص ۴۹۶ ج ا امداد الفتاوی ص ۳۳۹ ج ا وعامۃ الکتب)

(۴۵) امام جب سلام پھیرے خواہ سجدہ سہو کے لئے خواہ نماز ختم کرنے کے لئے تو مسبوق اس کے ساتھ سلام نہ پھیرے۔ اگر اسے اپنا مسبوق ہونا یاد تھا پھر بھی سلام پھیردیا (اگرچہ جہالت کی وجہ سے پھیرا ہو) تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ ہاں بھول کر سلام پھیرا تو نماز ہوجائے گی۔ پہلی صورت میں (یعنی جب امام نے سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرا تھا) بلا سجدہ سہو نماز ہوجائے گی اور دوسری صورت میں جب امام نے نماز ختم کرنے کے لئے سلام پھیرا تھا اسے آخر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۵۳ امداد الاحکام ص ۵۴۴ ج ۱)

(۴۶) امام اگر قعدہ اخیرہ کے بعد سہواً کھڑا ہوگیا تو مسبوق اس کا اتباع نہ کرے بلکہ خاموش بیٹھا انتظار کرے۔ اگر امام لوٹ آئے تو مسبوق اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور اس کے سلام کے بعد اٹھ کر اپنی بقیہ نماز پوری کرے۔ اگر امام نہ لوٹے اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرلے تو مسبوق اٹھ کر

اپنی نماز پوری کرے۔ اگر امام قعدہ اخیرہ کئے بغیر کھڑا ہوگیا تب بھی مسبوق انتظار کرے۔ اگر امام پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے لوٹ آئے تو حسب سابق مسبوق اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور سلام کے بعد اٹھ کر بقیہ نماز ادا کرے۔ لیکن امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو امام کی نماز نفل ہوگئی۔ اگر مسبوق نے بھی اس کا اتباع کیا تو اس کی نماز نفل ہوجائے گی۔ اور امام کو چھوڑ کر اپنی بقیہ نماز شروع کردی تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ بہرکیف! اسے اب نئے سرے سے نماز پڑھنا ہوگی۔ اگر مسبوق بیٹھ کر انتظار کرنے کے بجائے امام کے ساتھ کھڑا ہوگیا تو پہلی صورت میں (جبکہ امام قعدہ کرنے کے بعد اٹھ گیا تھا) کھڑے ہوتے ہی مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی۔ اور دوسری صورت میں (جبکہ امام قعدہ کئے بغیر اٹھ گیا تھا) اگر پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے امام کے ساتھ لوٹ آیا تو دونوں کی نماز صحیح ہوجائے گی۔ ورنہ پانچویں رکعت کا سجدہ کرتے ہی دونوں کی نماز نفل ہوجائے گی۔ کما مر (البحر الرائق ص ١٠٠ ج ٢ رد المختار ص ٨٢ ج ٢ وغیرھا)

(٤٧) مسبوق یعنی جو بعد میں آکر امام کے ساتھ شریک ہوا اس کی نماز کا کچھ حصہ جماعت سے رہ گیا اپنی بقیہ رکعتیں، کس طرح ادا کرے؟ اس مسئلہ سے بہت سے نمازی ناواقف ہیں۔ اس کا مختصر حکم یہ ہے کہ بقیہ نماز قراءت کے حق میں ابتداء سے اور تشہد کے حق میں آخر سے ادا کرے۔ مثلاً کوئی شخص ظہر کی چوتھی رکعت میں آکر شامل ہوا تو بقیہ تین رکعت اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت ثناء تعوذ تسمیہ اور فاتحہ سورت کے ساتھ پوری کرکے قعدہ بیٹھے۔ اور دوسری رکعت میں فاتحہ وسورت اور تیسری میں فقط فاتحہ پڑھ کر قعدہ اخیرہ بیٹھے۔ غرض قراءت منفرد کی مانند کرے۔ اگر ان بقیہ رکعات میں کوئی غلطی موجب سہو صادر ہو تو سجدہ سہو بھی واجب ہوگا۔ (عامۃ الکتب)

(٤٨) لاحق وہ مقتدی ہے جو شروع نماز سے امام کے ساتھ شریک ہو مگر درمیان یا آخر سے اس کی کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں۔ مثلاً نماز میں سوگیا اور رکعت نکل گئی۔ یا جماعت میں کثرت ہجوم کی بناء پر رکوع سجدہ سے رہ گیا۔ یا کسی رکعت کا رکوع سجدہ امام سے پہلے کرلیا۔ لاحق کا حکم یہ ہے کہ پہلے وہ اپنی گئی ہوئی رکعات سے ادا کرے بعد ازاں بقیہ نماز ادا کرے اس میں اگر امام کو پالے تو ٹھیک۔ ورنہ اکیلے ہی نماز پوری کرلے۔ ان تمام رکعات میں آخر نماز تک وہ حکماً" مقتدی ہی شمار ہوگا۔ یعنی قراءت نہ کرے گا۔ کوئی چیز موجب سہو صادر ہوگئی تو سجدہ سہو نہ کرے گا۔ اور یہ فوت شدہ رکعات پورے سنن و آداب کے ساتھ ادا کرے۔ قیام رکوع سجود غرض ہر عمل امام کی رفتار سے اطمینان کے ساتھ ادا کرے۔ امام کو پہنچنے کی حرص میں جلد بازی نہ کرے (فتاویٰ عالمگیریہ ص ٩٢ ج ١ وعامۃ الکتب)

(٤٩) بعض ائمہ رکوع کی تکبیر رکوع میں جھکنے کے بعد کہتے ہیں۔ اسی طرح سجدہ کی تکبیر بھی سجدہ کے قریب پہنچ کر یا سجدہ میں جاکر کہتے ہیں اور بعض دوسرے حضرات اس کے برعکس تکبیر پہلے ہی ختم کرلیتے ہیں پھر رکوع سجدہ بعد میں کرتے ہیں۔ قومہ جلسہ وغیرہ میں بھی یہ دونوں قسم کی غلطیاں کی

جاتی ہیں حالانکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ جس رکن کے لئے تکبیر کہی جائے اس رکن کی اور تکبیر کی ابتداء وانتہاء بیک وقت ہو۔ تمام تکبیرات انتقال میں اس کی رعایت کی جائے (رد المختار ص ۴۹۳ ص ۴۹۷ ج ۱)

(۵۰) لفظ اللہ میں مد نہیں صرف ایک الف کھینچنے کا حکم ہے۔ بعض ائمہ مساجد تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ کو بہت کھینچتے ہیں اس دوران مقتدی اپنی تکبیر تحریمہ امام سے پہلے ختم کرچکے ہوتے ہیں۔ ان مقتدیوں کی نماز نہیں ہوتی' نہ اقتداء" نہ ہی انفرادا" (رد المختار ص ۴۸۰ ج ۱) اس کا وبال غلط خواں ائمہ کے سر ہوگا اسی طرح بعض ائمہ سلام کو بھی بہت طول دیتے ہیں اور مقتدی پہلا سلام (لفظ السلام) ان سے پہلے ختم کردیتے ہیں۔ جس سے ان کی نماز مکروہ ہوتی ہے۔ بہت سے موذن حضرات بھی اس غلطی میں مبتلا ہیں البتہ جہاں لفظ اللہ پر وقف کیا جائے وہاں مد منفصل (یعنی تین الف کی مقدار کھینچنا) درست ہے۔ جیسے شہادتین کے آخر میں۔

(۵۱) فاسق آدمی (جو کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو یا صغیرہ پر اصرار کرے) کی اذان اقامت اور امامت مکروہ ہے۔ اس کی اذان کا اعادہ مستحب ہے (عامتہ الکتب) اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اسے باختیار خود امام بنانا جائز نہیں اگر جبرا" امام بن گیا یا مسجد کی منتظمہ کمیٹی نے اسے امام مقرر کردیا اور عام نمازیوں کو اسے ہٹانے کی قدرت نہ ہو تو قریب کی کسی دوسری مسجد میں جاکر صالح امام کی اقتداء میں نماز ادا کریں۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو جماعت نہ چھوڑیں۔ فاسق کی اقتداء ہی میں نماز ادا کرتے رہیں۔ اس کا وبال منتظمہ کے سر ہوگا۔ یہ حکم فرض نمازوں کا تھا۔ تراویح اس کی اقتداء میں کسی صورت جائز نہیں صالح حافظ میسر نہ ہو تو تراویح چھوٹی سورتوں سے پڑھی جائیں (فتاوی رشیدیہ ص ۲۸۹ ص ۲۹۲ ص ۲۹۶ امداد الفتاوی ۲۷۰ ج ۱ عزیز الفتاوی ص ۱۹۴۔ امداد المفتین ص ۳۲ احسن الفتاوی ص ۲۰۰ ص ۵۱۸ ج ۳ وغیرھا)۔ داڑھی منڈانا یا مٹھی سے کم کرنا۔ انگریزی بال رکھنا۔ لنگی پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔ بلا ضرورت دوسروں کے سامنے اپنا ستر کھولنا۔ تصویر رکھنا۔ بنانا۔ بنوانا۔ ٹی وی دیکھنا۔ ناجائز عملیات کا استعمال۔ گانا' بجانا۔ ناجائز ذرائع معاش اختیار کرنا۔ (جیسے بینک' انشورنس وغیرہ کی ملازمت) شرعی پردہ کا اہتمام نہ کرنا۔ سیاہ خضاب لگانا ایسے گناہ ہیں جن پر احادیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ جو لوگ ان گناہوں میں مبتلا ہیں انہیں موذن' مکبر' امام مقرر کرنا جائز نہیں۔

(۵۲) بدعتی امام کا وہی حکم ہے جو فاسق کا گذرا۔ یعنی مجبوری کے درجے میں فرض نماز اس کی اقتداء میں جائز ہے۔ مگر یہ حکم اس امام کا ہے جس کے عقائد صحیح ہوں اور عمل کی حد تک بدعتی ہو۔ آجکل اہل بدعت کے عقائد حد شرک تک پہنچے ہوئے ہیں اس لئے ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی (کذا فی احسن الفتاوی ص ۲۹۰ ج ۳) چونکہ اس مسئلہ میں ابتلاء عام ہے اس لئے اس کا آسان حل لکھا جاتا ہے وہ یہ کہ جہاں اس قسم کے امام سے واسطہ پڑے اور الگ ہوکر انفرادی نماز پڑھنے میں

(بقیہ ص۵۶ پر دیکھیں)

پروفیسر اسلم انصاری

نعت

نعت گویان نبی کیسی ادا رکھتے ہیں؟
روشنی سی سر قرطاس سجا رکھتے ہیں!
کیا اڑے جاتے ہیں بے گرد سفر ماہ و نجوم
سر میں یہ بھی تو مدینے کی ہوا رکھتے ہیں
خاک طیبہ ہے برابر ہیں یہاں تاج و گلیم
کہ جبیں آکے یہاں شاہ و گدا رکھتے ہیں
جن پہ مرقوم نہ ہوں آپ کے اسماء و صفات
ہم وہ اوراق کف دل سے جدا رکھتے ہیں
جن مکانوں میں مہکتے ہیں درودوں کے گلاب
واقعہ یہ ہے کہ جنت کی فضا رکھتے ہیں
ایک پردہ ہے تنوع کا وگرنہ طائر
حمد اور نعت میں سب ایک نوا رکھتے ہیں
شوق پیرایۂ اظہار ہے ورنہ آقا
حرف ہی کتنے ہم آشفتہ نوا رکھتے ہیں؟

ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔!

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّینَ لَا نَبِیَّ بَعْدِی

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔!

مولانا لعل حسین اختر رح

حمل مرزا

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف شریعت "الہامات" عقائد اقوال اور دعاوی میں حد درجہ کی نیرنگیاں پائی جاتی ہیں۔ جب علماء اسلام کی طرف سے مرزا کے انٹ شنٹ الہامات اور مکاشفات پر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ تو مرزا کے مرید اپنے "ظلی وبروزی نبی" کے الہامات مکاشفات اور تحریرات کو متشابہات ' تاویلات اور مجازواستعارہ کے شکنجے میں جکڑ دیتے ہیں ہم اپنے آٹھ سالہ مرزائیت کے مطالعہ کی بناء پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ مرزائی مذہب کی بنیاد جھوٹ وافترا کے بعد تاویلات اور استعارات پر ہے۔ مرزا بھی اپنے خلاف شریعت الہامات اور مکاشفات پر استعارات اور تاویلات کا پالش کر دیا کرتے تھے ہم ان اوراق میں بطور نمونہ مشتے از خروارے بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا نے مجازواستعارہ کے پردہ میں کس قسم کے حقائق ومعارف کا انکشاف کیا ہے۔

مرزا کا حیض اور بچہ

مرزا اپنے الہام "یریدون ان یروطمثک" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا۔ جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 143 واربعین نمبر 4 حاشیہ صفحہ 19)

طاقت رجولیت کا اظہار

مرزا کے ایک مخلص مرید قاضی یار محمد صاحب بی او ایل پلیڈر نور پور ضلع کانگڑہ اپنے ٹریکٹ نمبر 34 (ج) موسومہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر کے صفحہ 12 میں لکھتے ہیں۔

"جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔" (نعوذ باللہ)

استقرار حمل

مرزا نے لکھا۔

"مریم کی طرح عیسیٰؑ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ (کشتی نوح صفحہ 47)

مرزا کے بیٹے کی تعریف

مرزاجی کو اپنے بیٹے کے متعلق الہام ہوتا ہے۔

"فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والاخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء

یعنی میرا بیٹا گرامی وار جمند ہو گا۔ اول و آخر کا حق اور غلبہ کا مظہر ہو گا۔ گویا خدا آسمان سے اترے (البشریٰ جلد دوم صفحہ 21-124)

دردِزہ

مرزا رقمطراز ہے۔

"پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دردِزہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی (کشتی نوح صفحہ 47)

مرزاجی کے مخلص مریدو!

"بتاؤ اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے سچ بتاؤ کہ موجودہ زمانے میں اسلام کی تبلیغ کے لئے انہیں حقائق و معارف کی ضرورت تھی جس کو پورا کرنے کیلئے مرزا صاحب تشریف لائے؟ کیا مرزا صاحب کے اسی ایجاد کردہ فلسفہ کو یورپ کے سامنے پیش کرتے ہو۔ ؟ کیا مرزا صاحب کی ظلی اور بروزی نبوت اس وقت تک ثابت نہ ہو سکتی تھی جب تک انہیں اس قسم کے خلاف قرآن و حدیث الہامات اور مکاشفات نہ ہوتے ؟! اور ان کو استعارہ اور مجاز کہو تو ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ الہامی اور کشفی طریق پر ایسے نسائیت کے رنگ میں رنگین اور گندے استعاروں کی ضرورت ہی کیا تھی؟

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کیجئے خدا کو دیکھ کر

بقیہ از صفحہ ۱۹

کبھی کبھی آدھی رات کو فیکٹری میں اطلاع ملتی کہ پلاسٹر آف پیرس (جپسم) کا ٹرک آیا ہے۔ مالکان محصول چونگی پر پہنچتے چونگی والے جانتے تھے کہ اس میٹیریل پر سفید مٹی کی دوسری قسموں کی نسبت بہت زیادہ محصول لگتا ہے چنانچہ وہ محصول کی پرچی بناتے ہوئے خواہ مخواہ لیت و لعل سے کام لیتے۔ مقصد یہ ہوتا کہ کچھ رشوت دے دو اور ہم کاغذوں میں جپسم کی جگہ کسی اور میٹیریل کا نام لکھ دیں۔ چنانچہ اس طرح مالکان کھڑے کھڑے کافی رقم بچا لیتے۔ ہاں ٹرک ڈرائیور کو بھی چائے پانی کے لیے دس بیس روپے دے دیے جاتے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ مالکان چونگی والوں کو بھی غچہ دے جاتے بغیر محصول ادا کیے چپکے سے ٹرک فیکٹری کے اندر لے آتے۔ ملازمین کو پہلے ہی فیکٹری میں ٹھہرا لیا جاتا تھا۔ ادھر ٹرک داخل ہوتا ادھر آٹھ دس آدمی دھڑا دھڑ ٹرک سے پلاسٹر کے توڑے اتارنے لگتے۔ گیٹ کی طرف بھی مسلسل نگاہ رہتی کہ چھاپا نہ پڑ جائے۔ ہدایت ہوتی کہ جوں ہی چونگی والے آئیں، توڑے اتارنے کی بجائے لادنے شروع کر دینا۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ کبھی چھاپے تک نوبت ہی نہ آتی۔ صبح میں اس "کارخانے" پر مالکان کے کھلے ہوئے چہرے دیکھتا!

حفیظ رضا پسروری

مقدمات بغاوت اور آزادی برصغیر

آزادی برصغیر کی طویل اور صبر آزما جدوجہد کے دوران متعدد قومی و ملکی رہنماؤں پر انگریزی حکومت نے دفعہ 124 - الف کے تحت جو مقدمات قائم کیے انکی تفصیل ہماری تاریخ کا روشن باب ہے اور آج بھی انؐ کی صدائے بازگشت سے وابستگان، تاریخ حریت کی آبرو قائم و دائم ہے۔ ان مقدمات میں مولانا ابوالکلام آزادؒ مرحوم کے خلاف تقریر کلکتہ (1921ء) امیر شریعت سید عطاءاللہ بخاریؒ کے خلاف مشہور لدھارام کیس (تقریر لالہ موسیٰ) اور مولانا حسرت موہانیؒ کے خلاف مقدمہ کانپور قابل ذکر ہیں۔ انگریزی حکومت کے طویل دور میں اس دفعہ کے تحت مقدمات کی تعداد کچھ زیادہ نہیں، لیکن جب بھی قومی رہنماؤں کے خلاف اس دفعہ کا استعمال ہوا۔ انہوں نے اس کا ایمان پرور دفاع کیا اور عدالتوں کے سامنے ان کے بیانات حق گوئی کی ایسی روشن مثال ثابت ہوئے کہ انگریزی عدالتیں بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کو 1921ء کے مقدمہ میں ایک سال کی قید ہوئی جس پر مولانا نے عدالت سے مخاطب ہوتے کہا۔

"مسٹر مجسٹریٹ! یہ تو اس سے بہت کم ہے جس کا میں متوقع تھا"۔

سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا حسرت موہانیؒ اپنے اپنے مقدمات میں باعزت رہا ہوئے۔

مولانا آزادؒ ...... سے جب عدالت نے اپنا بیان دینے کو کہا تو انہوں نے پہلے تو کوئی تقریری یا تحریری بیان دینے سے اعتراض کیا لیکن سنٹرل خلافت کمیٹی کے کہنے پر انہوں نے عدالت میں جو تحریری بیان دیا وہ قول فیصل کے نام سے مشہور ہوا اس بیان میں مولاناؒ نے فرمایا۔

"میرا ارادہ نہ تھا کہ بیان دوں لیکن 6 جنوری کو جب میرا مقدمہ پیش ہوا تو میں نے دیکھا گورنمنٹ مجھے سزا دلانے کے معاملے میں نہایت عاجز اور پریشان رہی ہے حالانکہ میں ایسا شخص ہوں جس کو اس کی خواہش اور خیال کے مطابق سب سے پہلے اور سب سے زیادہ سزا ملنی چاہئے۔ پہلے میرے خلاف دفعہ 17 - 2 ترمیم ضابطہ فوجداری کا دعویٰ کیا گیا تھا لیکن جب اس کا ویسا ثبوت نہ مل سکا جیسا کہ آج کل اثبات جرم کیلئے کافی تصور کیا جاتا ہے تو مجبوراً واپس لے لی گئی اب 124 - الف کا مقدمہ چلایا گیا ہے بدقسمتی سے یہ بھی مقصد براری کیلئے کافی نہیں۔ میں مجرموں کے اس کٹہرے میں محسوس کرتا ہوں کہ بادشاہوں کے لئے قابل رشک ہوں.......... میں فرض کی تعمیل سے اس لئے باز نہیں رہ سکتا کہ وہ 124 - الف کا جرم قرار دیا جائیگا۔

مولانا نے آگے چل کر فرمایا

"جن مسلمانوں کے مذہبی فرائض میں یہ بات داخل ہے کہ موت قبول کرلیں مگر حق گوئی سے باز نہیں آئیں ان کیلئے دفعہ 124 - الف کا مقدمہ یقیناً کوئی بڑی ڈراؤنی چیز نہیں ہو سکتا جس کی زیادہ سے زیادہ سزا مدۃ العمر کی قید ہے۔

پہلے دور کے مسلمانوں کی حق گوئی کا یہ حال تھا کہ دارالخلافت کی ایک بڑھیا عورت خلیفہ وقت سے کہہ سکتی تھی۔

"اگر تم انصاف نہ کروگے تو تکلے کی طرح تمہارے بل نکال دیں گے"۔ لیکن وہ مقدمہ بغاوت چلانے کی بجائے خدا کا شکر ادا کرتا کہ قوم میں ایسی درست باز زبانیں موجود ہیں۔ عین جمعہ کے مجمع میں جب خلیفہ منبر پر خطبہ کیلئے کھڑا ہوتا تو کہتا۔

"وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا" سنو اور اطاعت کرو تو ایک شخص کھڑا ہو جاتا اور کہتا "نہ تو سنیں گے اور نہ اطاعت کریں گے"۔ کیوں؟ "اس لئے کہ تمہارے جسم پر جو چوغہ ہے وہ تمہارے حصے سے زیادہ کا بنا ہوا ہے اور یہ خیانت ہے"۔ اس پر خلیفہ اپنے لڑکے کی گواہی دلاتا وہ اعلان کرتا کہ میں نے اپنے حصہ کا کپڑا بھی اپنے باپ کو دے دیا تھا اس سے چغہ تیار ہوا" قوم کا یہ طرز عمل اس خلیفہ کے ساتھ تھا جس کی صولت و سطوت نے مصر اور ایران کا تخت الٹ دیا تھا تاہم اسلامی حکومت میں کوئی دفعہ 124 - الف نہ تھی۔ (قول فیصل)

اسلامی تاریخ اور اسلامی تعلیم کے حوالے سے بات کرتے ہوئے مولانا نے عدالت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

بقیہ صہ ۳۷ پر

مولانا محمد عبدالحی چوہان

آخری قسط

عام الجماعت

ای عمرو! ان قتل ھؤلاء ھؤلاء و ھؤلاء ھؤلاء من لی بامور الناس من لی بنسائھم من لی بضیعتھم فبعث الیہ رجلین من بنی عبدالشمس عبد الرحمن بن سمرہ و عبداللہ بن عامر بن کریز فقال اذھبا الی ھذا الرجل فاعرضا علیہ و قولا لہ و اطلبا الیہ، فاتیاہ و دخلا علیہ و فتکلما و قالا لہ و طلبا الیہ۔

فقال لھم الحسن بن علی انا بنو عبدالمطلب قد اصبنا ھذا المال و ان ھذہ الامۃ قد عاثت فی دمائھا قالا فانہ یعرض علیک کذا و کذا و یطلب الیک و یسئالک قال فمن لی بھذا قالا نحن لک بہ فما سئلھما شیئا الا قالا نحن لک بہ فصالحہ

(البخاری ص۳۷۲، ۳۷۳ ج۱ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی ابن ھذا سید)

اور بخدا وہ ان دونوں میں بہتر شخص تھے اے عمرو اگر ان لوگوں نے انہیں قتل کر دیا اور انہوں نے انہیں تو پھر انتظام کیلئے میں آدمی کہاں سے لاؤں گا۔ ان کی خواتین کی دیکھ بھال کو مجھے کون ملے گا۔ اور ان کے مال و متاع کی حفاظت میں کس سے کراؤں گا۔ پھر آپ نے بنو عبد شمس میں سے دو صاحبوں کو بھیجا (سیدنا) عبد الرحمن بن سمرہ اور (سیدنا) عبد اللہ بن عامر بن کریز کو۔ اور فرمایا ان صاحب کے پاس جاؤ مسئلہ پیش کرو۔ سمجھاؤ اور اپنے مطالبات ان کے سامنے رکھو۔ چنانچہ یہ دونوں صاحب تشریف لائے ملاقات کی گفتگو فرمائی پیغام پہنچایا اور مطالبہ پیش کیا سیدنا حسن بن علی نے ارشاد فرمایا ہم بنو عبد المطلب اس مال سے بھر پائے اور اس امت نے بے وجہ کشت و خون میں ہاتھ رنگے۔ دونوں نے کہا تو ان کی طرف سے یہ پیشکش ہے ایسا ایسا مطالبہ ہے اور اس اس قسم کی فرمائش ہے۔ آپ نے فرمایا ان باتوں کا ضامن کون ہوگا دونوں نے کہا ہم اس کے ضامن ہیں۔ غرض یہ ہے جو مطالبہ بھی آپ نے پیش کیا انہوں نے یہی جواب دیا ہم اس کے ذمہ دار ہیں اس پر آپ نے صلح کر لی۔

اور علامہ قسطلانی نے درج بالاحدیث کی تبیین و شرح کے ذیل میں تحریر کیا ہے۔

و کان معهما صحيفة بيضاء مختوم على اسفلها وكتب اليه و ان اكتب الى فى هذه الصحيفة التى ختمت فى اسفلها بما شئت فهولك

اور ان کے ساتھ ایک سفید کاغذ تھا جسکے نیچے مہر لگی ہوئی تھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف تحریر کیا کہ اس سفید کاغذ پر جسکے نیچے میری مہر ثبت ہے جو شرائط چاہو لکھ دو وہ آپ کیلئے ہوں گی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی یہ مصالحت چونکہ تحریک سبائیت کیلئے پیغام موت ثابت ہوئی اور آپ کا یہ اقدام سبائی عقیدہ کے بھی خلاف ہے اس بناء پر انہوں نے اس مصالحت کی یہ تاویل کی ہے کہ جیسے نبی کریم ﷺ نے مشرکین مکہ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر ایک معاہدہ کیا تھا یا جیسا کہ یہودیوں کے ساتھ آپ کا معاہدہ ہوا تھا یہ مصالحت بھی اسی نوعیت کی ہے جلاء العیون کی روایت کے مطابق ابو سعید نامی ایک شخص حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آکر کہا کہ آپ نے معاویہ کے ساتھ صلح کرنے میں کیوں مداہنت کی ہے اور حالانکہ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ حق پر ہیں اور وہ ظالم اور باغی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ کیا میں لوگوں کیلئے امام اور خدا کی طرف سے حجت نہیں ہوں؟ تو اس نے کہا واقعی آپ امام ہیں اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم کو معلوم نہیں کہ پیغمبر ﷺ نے میرے اور میرے بھائی حسین کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ امام ہیں خواہ امور امامت قائم کریں یا نہ کریں اس نے کہا واقعی آپ کی یہ حیثیت ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا میں امام ہوں خواہ امور امامت قائم کروں یا نہ کروں اسی طرح کسی کے ساتھ صلح کروں یا محاربہ اس کے بعد آپ نے فرمایا

علت صلح من بامعاویہ علت صلح رسول خدا بود با بنی نضیر و بنی اشجع و علت صلح کہ با اھل مکہ کرد در وقتیکہ از حدیبیہ برگشت آنہا کافراں بودند بتنزیل قرآن معاویہ و اصحابش کافراند بتاویل قرآن اے ابو سعید ہرگاہ من امام باشم از جانب خداوند عالمیاں جائز نیست کہ کسی رائے مرا نسبت بسفاہت دہد در ہر کارے کہ بعمل آورم خواہ مصالحت و خواہ محاربہ

(جلاء العیون ص ۲۶۰)

لذا باقر مجلسی لعنه الله و جعل قبره حفرة من النار

معاویہ کے ساتھ میرے صلح کرنے کی علت اور حکمت اسی طرح ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے بنو نضیر اور بنو اشجع کے ساتھ یا جیسے اہل مکہ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر صلح کی اہل مکہ بحکم قرآن مجید کافر تھے اسی طرح معاویہ اور اس کے ساتھی بھی بحکم قرآن کافر ہیں اے ابو سعید جب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام مقرر ہوں تو پھر اہل جہاں میں سے کسی کیلئے یہ جائز نہیں کہ میں جو کام کروں اس کی وجہ سے میری طرف سفاہت کی نسبت کرے خواہ میں کسی سے مصالحت کروں یا محاربہ۔

یہ ہے روافض کے نزدیک اس مصالحت کی حیثیت نبی کریم ﷺ نے اس مصالحت کے فریقین کو

"فئتين عظيمتين من المسلمين"
کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے۔ اس نص صریح کے ہوتے ہوئے یہ ناممکن ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فریق ثانی کے متعلق یہ فرمائیں "معاویہ و اصحابش کافرند بتاویل قرآن" درحقیقت یہ روافض کا اپنا ملحدانہ عقیدہ ہے جسکو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف کذب بیانی کی بنیاد پر منسوب کردیا گیا ہے۔ اور پھر یہ کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ جیسا باشعور انسان یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ ہمارا یہ مصالحتی معاہدہ صلح حدیبیہ کے مانند ہے۔ اس لئے کہ صلح حدبیہ کا معاہدہ ہو یا میثاق یہود ہو ان میں سے کہیں بھی مذکور نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے معاذاللہ یہود یا کفار مکہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہو لیکن اس مصالحتی معاہدہ میں تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے معاہدہ صلح اور بیعت کے بعد جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں بالتصریح مذکور ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس خطبہ کے یہ الفاظ ہمارے اس دعوی پر دلالت کرتے ہیں۔

بدرستیکہ من بیعت کردم با ایں و اشارہ کرد بسوئے معاویہ

(جلاء العیون ص ۲۶۰)

یہ صحیح ہے کہ میں نے ان کی بیعت کی ہے اور اس کے ساتھ ہی آپ نے حضرت معاویہ کی طرف اشارہ کیا۔

اور اگر اس مصالحت کی حیثیت صلح حدبیہ کی طرح تھی تو پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے دار الخلافہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کیوں تشریف لے گئے ان شواہد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس معاہدہ میں خلافت سے دست برداری اختیار کی تھی نا یہ کہ برابر کی حیثیت میں ایک دوسرے سے معاہدہ ہوا تھا اس معاہدہ صلح کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف کتب میں مختلف نوعیت کے الفاظ سے منقول ہے۔ صاحب حیات الحیوان علامہ کمال الدین محمد بن موسی الدمیری رحمہ اللہ تعالی المولود ۷۴۲ھ المتوفی ۸۰۸ھ نے اس خطبہ کے یہ الفاظ نقل کیئے ہیں۔

اما بعد! فان اكيس الكيس التقى و احمق الحمق الفجور و ان هذا الامر الذى اختلفت انا و معاويه فيه ان كان له فهو احق منى به و ان كان لى فقد تركته له ارادةً لاصلاح الامته و حقن دماء المسلمين و ان ادرى لعله فتنته لكم و متاع الى حين۔

(حياة الحيوان ص۸۳ ج۱)

اما بعد! سب سے بڑی دانائی پرہیزگاری ہے اور سب سے بڑی بے وقوفی گناہ گاری ہے اور تحقیق یہ امر (یعنی خلافت) جس میں میں نے اور معاویہ نے اختلاف کیا ہے اگر ان کا حق ہے تو پھر وہ مجھ سے اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ اور اگر میرا حق ہو تو میں نے اصلاح امت اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کیلئے خلافت سے دست بردار ہو کر ان کے سپرد کردیا ہے۔ اور میں نہیں جانتا شاید تاخیر میں تم کو جانچنا ہے اور فائدہ دینا ہے ایک وقت تک۔

اس خطبہ سے یہ بات بالکل ہی واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک عظیم مقصد کے حصول کی خاطر صفاء قلب کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے حق میں خلافت سے دست برداری اختیار کی ہندوستانی مشہور سکالر ابوالحسن علی ندوی نے اپنی کتاب "المرتضی" میں ابن کثیر کے حوالہ سے حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف منسوب یہ خطبہ نقل کیا ہے۔

اما بعد! لوگو! اللہ تعالی نے تم کو ہمارے پہلے بزرگوں کے ذریعہ ہدایت دی اور آخر کے لوگوں کے ہاتھوں تمہیں باہمی خون ریزی سے بچایا۔ اور اس کام کی ایک مقررہ مدت اللہ کی طرف سے ہے اور دنیا نام ہی الٹ پھیر اور کسی کے غلبہ اور کسی کے مغلوب ہونے کا ہے اور یاد کرو کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی سے کہلوایا تھا

وان ادری لعلہ فتنۃ لکم و متاع الی حین

میں خود بھی نہیں جانتا کہ شاید یہ تمہارے لئے آزمائش کا سبب اور محدود مدت کے لئے نفع و انتفاع کی چیز ہو۔

(المرتضی ص ۳۵۳، ۳۵۴)

پھر اس خطبہ کے ذیل میں اسی ابن کثیر کے حوالہ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

"حضرت معاویہ کو یہ بلیغ مختصر لیکن عمیق و معنی خیز تقریر جچی اور وہ اس کو دل میں لئے رہے" البدایہ ص۱۸ ج۸ بحوالہ المرتضی ص ۳۵۴

سوال یہ ہے کہ جب یہ تقریر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو "دل میں جچی اور اس کو اپنے دل میں لئے رہے" ابن کثیر کو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ قلبی کیفیت اور ان کے اضطراب کا علم کس طرح حاصل ہوا جبکہ انہوں نے اپنے اس اندرونی اضطراب کو کسی فرد بشر پر منکشف ہی نہیں کیا

علیم بذات الصدور

تو خدا کی ذات ہے اور ابن کثیر کے حوالہ سے علامہ ابوالحسن صاحب کو معاویہ کا یہ راز سربستہ کیسے معلوم ہوگیا ان کے پاس وہ کونسا مقیاس ہے؟ جسکے ذریعہ ان کو حضرت معاویہ کے راز سینہ کا علم حاصل ہوا اور پھر ان حضرات کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے دل کی بات کیسے معلوم ہوگئی کہ ان کا مقصد ہی حضرت معاویہ پر تعریض کرنا تھا۔ درحقیقت اس طرح کی تاریخی روایات کے ذریعہ صحابہ کرام کے اعمال پر مبنی بر اخلاص میں نفسانی خواہشات اور اغراض کے جذبات کی آمیزش کرنے کی سعی مذموم کی گئی ہے تاکہ ان حضرات کے اعمال کی عظمت میں کسی طرح بھی نقص پیدا کیا جاسکے یہ ہیں اس تحریک کے بداثرات جو کہ "دیمبہ نمل" سے بھی زیادہ مخفی ہے۔

و صلی اللہ تعالی خیر خلقہ و صفوۃ بریتہ محمد و علی آلہ و ازواجہ و الطاہراتہ المطہرات و اصحابہ البررۃ الکرام اجمعین۔ آمین

شاہ بلیغ الدین

مخدوم جہانیاں

ایک بزرگ ہیں۔ اوچ شریف میں ان کا مزار ہے۔سید جلال الدین بخاری اسم گرامی تھا۔جہانیاں جہاں گشت کہلاتے تھے۔کہتے ہیں ایک عید کے دن وہ ملتان میں حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے مزار پر فاتحہ پڑھ رہے تھے اور دل میں خواہش تھی کہ آج اس در سے کچھ عیدی مل جائے۔ انہیں عالم توجہ میں معلوم ہوا کہ اس دن سے ان کا لقب مخدوم جہانیاں ہوگا۔ یہ ہی ان کی عیدی ہے۔

سلطان فیروز شاہ تغلق بڑا ذی علم بادشاہ تھا۔ اس نے چالیس سال ہندوستان پر حکومت کی۔حضرت سے اسے نیاز حاصل تھا اور وہ ان کا بڑا معتقد تھا۔لیکن فیروز شاہ تغلق کا ایک وزیر حضرت سے اللہ واسطے کا بیر رکھتا تھا۔ بے وجہ! بے کار! سیر العارفین میں حامد بن فضل اللہ جمالی نے اس وزیر کا نام لکھا ہے خان جہان ملنگی۔میرا خیال ہے یہ وزیر نہیں ملتان کا حاکم تھا۔گورنر یا صوبہ دار وزیر ان کے برابر ہی ہوتے ہیں۔ الدرُّ المنظوم میں جو تفصیل ملتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خان جہان بھی حضرت کا معتقد تھا۔یوں بھی دنیا دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی بڑا کسی کا نیازمند ہو تو مملکت کے سبھی حاکم اور سفیر وزیر اس کے معتقد ہو جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ شروع شروع میں خان جہاں برگشتہ رہا ہو۔

اس خان جہاں کے حکم سے اس کے ایک محرّر کا لڑکا یعنی آج کی اصطلاح میں اس کے ایک سیکریٹری کا لڑکا جیل میں ڈال دیا گیا۔ یہ قید بڑی بامشقت تھی اور صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ خان جہاں کے غصّے کی زد میں سخت مصیبت بھگت رہا تھا۔محرِّر نے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔کوئی صورت بیٹے کی رہائی کی نظر نہ آئی تو مخدوم جہانیاں کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رویا پیٹا، اپنا احوال بتایا اور درخواست کی کہ دو بول اس کی آزادی کے لئے آپ کی زبان سے نکل جائیں گے تو اسے رہائی مل جائے گی۔

اللہ والوں کا کیا ہے وہ تو دوسروں کی مدد کے لئے ہمیشہ پا بر کاب رہتے ہیں انہوں نے فرمایا آؤ! چلو میرے ساتھ ابھی چل کر خان جہاں سے بات کرتے ہیں! وہ آپ کو لے کر خان جہاں کے گھر گیا۔ ملازم کے ذریعے اطلاع کر دی گئی۔جواب آیا کہ ـــــ شیخ صاحب سے کہہ دو یہاں ان

کی سفارش نہیں چلے گی ۔ میں ان کا منہ بھی نہیں دیکھنا چاہتا ان سے کہو کہ فوراً چلے جائیں اور پھر کبھی نہ آئیں۔

شیخ المشائخ سماء الدین لکھتے ہیں کہ انیس مرتبہ وہ اُن کے دروازے پر سفارش کے لئے گئے ۔ ہر مرتبہ بڑی حقارت سے یہی جواب ملا۔

اللہ کے رسول کا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد تھا کہ اچھی باتوں کے لئے ضرور سفارش کیا کرو! کسی مظلوم کو اس کا حق دلانے کی کوشش اور سفارش ثواب کا موجب ہوتی ہے ۔ وہ سفارش جو کسی کا حق چھین کر اپنے یا اپنے ہوتے سوتوں کے فائدے کے لئے ہو گناہ ہے ۔ ایسی سفارش سننا بھی نہیں چاہیئے ۔ بیسویں مرتبہ جب حضرت سفارش لے کر گئے تو اس نے کہلوایا کہ ــــــ سید تم کو غیرت نہیں ہے کہ اتنے مرتبہ میں نے جھڑک دیا تم پھر سفارش لئے چلے آ رہے ہو! حضرت نے جواب میں کہلوایا کہ ــــــ میں جتنی مرتبہ سفارش کے لئے آتا ہوں مجھے دُہرا ثواب ملتا ہے ۔ میں ایک مظلوم کو تیرے ہاتھوں سے رہائی دلانا چاہتا ہوں تاکہ تجھے گناہ سے بچاؤں اور ثواب پہنچاؤں ۔ جانے حضرت نے کس جذبے اور کس اثر سے یہ بات کی کہ وہ گھر سے ننگے سر ننگے پاؤں نکل آیا ، اپنے گلے میں رسّی باندھ لی کہ کہ بے شک میں آپ کا مجرم ہوں اقرار کرتا ہوں ، آئندہ کے لئے توبہ کر کے آپ کے مریدوں میں شامل ہو گیا ، محرّر کے لڑکے کو آزادی دی ، اسے خلعت اور گھوڑا دیا ، حضرت کی خدمت میں بڑا نذرانہ پیش کیا ، حضرت نے وہ نذرانہ بھی اس لڑکے کو بخش دیا ۔ اور اللہ کا شکر کر کے چلے آئے ۔

احرار کارکن رانا حبیب اللہ صاحب کو صدمہ

مجلس احرارِ اسلام لاہور کے مخلص کارکن جناب رانا حبیب اللہ صاحب کے والدِ گرامی گذشتہ ماہ انتقال فرما گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ عطا فرمائے ۔ تمام اراکینِ ادارہ رانا صاحب سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں اور شریکِ غم ہیں ۔ قارئین سے گذارش ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت کے لئے خصوصی دعا اور ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام فرمائیں ۔

(ادارہ)

قمر الحسنین

بزرگوں نے فرمایا

۱) و قال الامام احمد حدثنا ابونعیم حدثنا سفیان عن یزید ابن ابی زیاد عن ابی نعیم عن ابی سعید ن الخدری قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن و الحسین سیدا شباب اہل الجنۃ۔

۲) و رواہ الترمذی من حدیث سفیان الثوری وغیرہ عن یزید ابن زیاد و قال حدیث حسن صحیح۔

۳) و قد رواہ ابوالقاسم البغوی عن داود بن رشید عن مروان الفزاری عن الحکم بن عبد الرحمن بن ابی نعیم عن ابیہ، عن ابی سعید ن الخدری قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن و الحسین سیدا شباب اہل الجنۃ الا ابنتی الخالتہ یحیی و عیسی (علیہما السلام) و اخرجہ النسائی من حدیث مروان بن معاویۃ الفزاری بہ۔

۴) و رواہ سوید بن سعید عن محمد بن حازم عن الاعمش عن عطیتہ عن ابی سعید۔

۵) وقال الامام احمد حدثنا وکیع عن ربیع بن سعد عن ابی سابط قال دخل حسین بن علی المسجد فقال جابر بن عبد اللہ من احب ان ینظر الی سید شباب اہل الجنۃ فلینظر الی ھذا۔ سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تفرد بہ احمد

۶) و روی الترمذی و النسائی من حدیث اسرائیل عن میسرۃ بن حبیب عن المنہال بن عمرو عن زر ابن حبیش عن حذیفہ ان امہ بعثتہ لیستغفر لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لہا، قال فأتیتہ فصلیت معہ المغرب ثم صلی حین صلی العشاء ثم انفتل فتبعتہ فسمع صوتی فقال من ھذا؟ حذیفہ؟ قلت نعم۔ قال ماحاجتک غفر اللہ ولامک ان ھذا ملک لم ینزل الی الارض قبل ھذہ اللیلۃ استاذن ربہ بان یسلم علیّ و یبشرنی بان فاطمۃ سیدہ نساء اہل الجنۃ و ان الحسن و الحسین سیدا شباب اہل الجنۃ ثم قال الترمذی ھذا حدیث غریب لایعرف الا من حدیث اسرائیل

۷) و قد روی مثل ھذا من حدیث علی ابن ابی طالب و من حدیث الحسین نفسہ وعمرو ابنہ عبد اللہ و ابن عباس و ابن مسعود و غیرہم

و فی اسانیدہ، کلہا ضعف (واللہ اعلم) (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۰۶)

ترجمہ صفحہ ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ:

۱) امام احمد فرماتے ہیں کہ ہمیں ابو نعیم نے بتایا اور انہیں سفیان نے بتایا جو کہ یزید ابن زیاد سے روایت کرتے ہیں اور یزید ابی نعیم سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں

۲) امام ترمذی روایت کرتے ہیں سفیان ثوری کی حدیث سے اور اس کے علاوہ یزید ابن زیاد سے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

۳) ابو القاسم البغوی داؤد بن رشید سے روائت کرتےہیں اور وہ مروان الفزاری سے اور وہ حکم بن عبدالرحمن بن ابی نعیم سے اور وہ اپنے باپ سے وہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتےہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ سوائے میری خالہ کے بیٹے یعنی یحیی اور عیسی علیہما السلام (کہ وہ دونوں مستثنی ہیں یعنی ان کے سردار نہیں) امام نسائی نے یہ روایت مروان بن معاویہ فزاری سے لی ہے۔

۴) اور اس کو روایت کیا ہے سوید بن سعید نے محمد بن حازم سے اور وہ روایت کرتے ہیں اعمش سے وہ روایت کرتے ہیں عطیہ سے وہ روایت کرتے ہیں ابوسعید سے۔

۵) امام احمد فرماتے ہیں کہ ہمیں وکیع نے بتایا اور وہ ربیع بن سعد سے روایت کرتے ہیں وہ ابی سابط سے روایت کرتے ہیں ابی سابط کہتے ہیں کہ سیدنا حسین بن علی مسجد میں داخل ہوئے تو جابر بن عبد اللہ نے کہا جو شخص اس بات کا متمنی ہو کہ وہ اہل جنت کے سردار کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ انہیں دیکھ لے۔ میں نے یہ بات کہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ امام احمد کا یہ تفرد ہے۔

۶) اور ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے حدیث اسرائیل سے وہ روایت کرتے میسرہ بن حبیب سے وہ روایت کرتے ہیں منہال بن عمرو سے وہ روایت کرتے ہیں زر بن حبیش سے وہ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا حذیفہ کی والدہ نے انہیں رسول اللہ کی طرف بھیجا تا کہ رسول اللہ ﷺ اس کیلئے اور ان کی والدہ کیلئے بخشش مانگیں۔ حذیفہ کہتے ہیں میں آنحضرت ﷺ کے ہاں آیا اور آپ ﷺ کے ہمراہ مغرب کی نماز پڑھی پھر اسی طرح عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ چل دیئے اور میں آپ ﷺ کے پیچھے چلنے لگا تو آپ ﷺ نے میری آواز سنی تو فرمایا یہ کون ہے؟ حذیفہ؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے کیا کام ہے اللہ تعالی تجھے اور تیری ماں کو بخشے یہ ایک ایسا فرشتہ ہے جو آج رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا۔ اس نے اللہ رب العزت سے اجازت طلب کی ہے تا کہ مجھے سلام کرے۔ اور مجھے خوشخبری سنائے کہ سیدہ فاطمہؓ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن اور غریب ہے اور اس کو کوئی نہیں جانتا سوائے حدیث اسرائیل کے۔

۷) اور اسی قسم کی حدیث سیدنا علیؓ سے بھی مروی ہے اور سیدنا حسینؓ کی اپنی بارے میں یہ حدیث بھی ہے۔ اور سیدنا عمر اور ابن عمر و ابن عباس و ابن مسعود وغیرہم سے بھی یہ حدیث مروی ہے لیکن ان تمام کی سندوں میں ضعف ہے یعنی یہ سب حدیثیں ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۰۶)

ابو حبیب الرحمٰن
راولپنڈی

تاریخِ اسلام میں "یزید" نام کے اکابر

زیر نظر فہرست میں ان محدثین یا محدثین کے آباء و اجداد کے نام شائع کئے جا رہے ہیں جنکے اسماء گرامی "یزید" رکھے گئے ہیں۔
یہ محدثین یا انکے آباء و اجداد خیر القرون صحابہ کے زمانہ میں گذرے ہیں یا تابعین اور تبع تابعین کے دور میں گذرے ہیں۔ ایسے اسماء گرامی کتب احادیث صحاح ستہ وغیرہ معتبر کتابوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید نام رکھنا معیوب نہ تھا۔ واضح رہے کہ کئی جلیل القدر صحابہ کا نام یزید ہے علاوہ ازیں کربلا کے حُر بن یزید انتہائی معروف ہیں۔ پاک و ہند اور ایران وغیرہ ایشیائی ممالک میں اس نام سے نفرت رافضیت و شیعیت اور سبائی پروپیگنڈہ کا اثر ہے۔ ذیل کی مختصر فہرست قارئین کی دلچسپی کیلئے شائع کی جارہی ہے ورنہ اس نام کی فہرست اتنی طویل ہے کہ نقیب کا ایک پورا نمبر اس کیلئے مختص کرنا پڑے گا۔

نمبر شمار	نام	حوالہ بخاری، مسلم، ترمذی
۱	یزید بن عطاء	ت ۲ ص ۲
۲	عبد اللہ بن یزید	ب ۲ ص ۵۷۱
۳	یزید بن عبد الرحمن بن عفیلہ	ت ۲ ص ۱۰
۴	یزید بن عطارد	ت ۲ ص ۱۰
۵	یزید بن سنان الجزری	ت ۲ ص ۱۱
۶	یزید بن ہارون	ت ۲ ص ۸
۷	یزید بن یزید بن جابر	ت ۲ ص ۱۱ و ص ۱۴۸
۸	ابو یزید	ت ۲ ص ۱۴
۹	یونس بن یزید	ب ۲ ص ۵۷۳ و ۶۳۷
۱۰	اسماء بنت یزید	ت ۲ ص ۱۵ و ۹۹
۱۱	عطاء بن یزید اللیثی	ت ۲ ص ۱۵ و ۱۷ م ۲ ص ۱۰۱
۱۲	عبد اللہ بن یزید لخطمی	ب ۲ ص ۵۸۰
۱۳	سائب بن یزید	ب ۲ ص ۵۸۱
۱۴	ابو التیاح یزید	ت ۲ ص ۱۹
۱۵	عیسیٰ بن یزید البغدادی	ت ۲ ص ۲۰
۱۶	یزید بن عبد الرحمن	ت ۲ ص ۲۱

۱۷	یزید بن زریع	ب ۲ ص ۵۸۶ و ۶۵۰
۱۸	یزید	ب ۲ ص ۵۹۲
۱۹	یزید بن رومان	ب ۲ ص ۵۹۲
۲۰	یزید بن ابی عبید	ب ۲ ص ۶۰۳ و ۶۰۵
۲۱	اسود بن یزید	ت اول ص ۱۰ و ب ۲ ص ۶۲۹
۲۲	عبد الرحمن بن یزید	ت اول ص ۱۰ و ت ۲ ص ۶۱
۲۳	یزید	ب اول ص ۶
۲۴	یزید بن زریع	م اول ص ۱۰ و ت ۲ ص ۶۵
۲۵	یزید بن کیسان	م اول ص ۴۰ و ت ۲ ص ۶۱
۲۶	یزید بن الھاء	م اول ص ۴۷
۲۷	یزید بن سائب	ت ۲ ص ۳۹
۲۸	یزید بن حبیب	ب ۲ ص ۶۱۵
۲۹	یونس بن یزید	ب ۲ ص ۶۱۶ و ت ۲ ص ۱۴۱
۳۰	محمد بن یزید	ت ۲ ص ۴۵
۳۱	عبد الرحمن بن یزید بن جابر	م اول ص ۷۰ و ت ۲ ص ۶۷
۳۲	یزید بن ابی حبیب	م اول ص ۷۶ و ت ۲ ص ۸۰
۳۳	یزید بن قطیب	ت ۲ ص ۴۸
۳۴	عبد الرحمن بن یزید الانصاری	ت ۲ ص ۴۹
۳۵	یزید بن رومان	ب ۲ ص ۶۲۵
۳۶	یزید بن زریع	ت ۲ ص ۵۴
۳۷	یزید بن زیاد دمشقی	ت ۲ ص ۵۵
۳۸	علی بن یزید	ت ۲ ص ۶۰ و ص ۱۹۶
۳۹	خالد بن یزید بن معاویہ	ت ۲ ص ۶۰ و م ا ص ۱۰۳
۴۰	عبد اللہ بن یزید المقری	ت ۲ ص ۶۰
۴۱	ثابت بن یزید	ت ۲ ص ۶۱
۴۲	یزید بن ابی منصور	ت ۲ ص ۶۲
۴۳	یزید بن ابی سفیان	ت اول ص ۱۶
۴۴	ثور بن یزید	ت ۲ ص ۶۵
۴۵	یزید بن نعامہ الضبی	ت ۲ ص ۶۵
۴۶	یزید بن ابی زیاد	ت ۲ ص ۶۵

۴۷	محمد بن یزید بن خنیس	ت۲ ص۶۶
۴۸	یزید النیقر	م۱ ص۱۰۷ وم۱ ص۱۹۹
۴۹	یزید بن سنان التیمی	ت۲ ص۷۱
۵۰	ربیعہ بن یزید	ت۲ ص۷۲ وم ص۲۰۵
۵۱	عبداللہ بن یزید الدمشقی	ت۲ ص۷۱
۵۲	یزید بن عبداللہ الاسلمی	ب۲ ص۷۴۶
۵۳	یزید سولی سلمہ بن اکوع	ب۲ ص۷۴۶
۵۴	یزید بن ربان	ت۲ ص۷۳
۵۵	یزید بن زیاد مدینی	ت۲ ص۷۴
۵۶	یزید بن عمرو	ت۲ ص۷۴
۵۷	یزید بن ابی زیاد کوفی	ت۲ ص۷۴
۵۸	ابو یزید الھمدانی	ت۲ ص۷۷
۵۹	محمد بن یزید الواسطی	ت اول ص۱۹
۶۰	حسین بن یزید الطحان	ت۲ ص۸۱
۶۱	فضل بن یزید	ت۲ ص۸۵
۶۲	یزید بن خصیفہ	م اول ص۱۸۳
۶۳	یزید بن ابی حکیم	ت۲ ص۱۶۵
۶۴	یزید بن الاصم	م اول ص۱۹۴
۶۵	یزید بن ابراھیم	ت۲ ص۱۲۸
۶۶	ابراھیم بن یزید الخوزہ المکی	ت۲ ص۱۲۹
۶۷	یزید الفارسی	ت۲ ص۱۳۹
۶۸	یزید بن ربان الرقاشی	ت۲ ص۱۳۹
۶۹	حسین بن یزید الکوفی	ت۲ ص۱۴۰ وص۱۹۶
۷۰	یزید العماء	ت۲ ص۱۴۳
۷۱	سعید بن یزید	م اول ص۲۰۸
۷۲	یزید بن یوسف الصنعانی	ت۲ ص۱۴۸
۷۳	ثور بن یزید الشامی	ت۲ ص۱۶۷
۷۴	ابو جعفر الخطمی اسمہ عمیر بن یزید بن حماشہ	ت۲ ص۱۸۷
۷۵	یزید بن خمیر	ت۲ ص۱۹۸
۷۶	یزید بن عمیرہ	ت۲ ص۲۲۰

مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی
لاہور

خانقاہِ سراجیہ مجددیہ کندیاں

متحدہ پنجاب کے وزیر اعظم سر سکندر حیات نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے چھٹکارا حاصل کرنے کی غرض سے جو حرکت کی اس سے تاریخ کا ہر طالب علم واقف ہے لیکن "شھد شاہد من اھلھا" کے مصداق قدرت نے ایسا انتظام کردیا کہ "لدھارام" حکومت کے لئے بلائے ناگہانی بن گیا اور سر سکندر اور اس کے سرپرستوں، گماشتوں اور بہی خواہوں کو ذلت و ندامت سے دوچار ہونا پڑا۔

اس کیس کے سلسلہ میں شاہ جی جیل میں تھے کہ مولانا ظہور احمد بگویؒ ان سے ملنے گئے۔ مولانا بگوی ضلع جہلم کے گاؤں "بگہ" کے رہنے والے تھے ان کے آباؤ اجداد نے دہلی کے مدرسہ شاہ ولی اللہؒ میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد یہ خاندان لاہور سے بھیرہ تک علمی خدمات میں مصروف رہا مولانا ظہور احمد کو خاندان میں بڑی شہرت ملی اس لئے کہ وہ ایک فاضل مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی بہادر اور زیرک انسان تھے خاندان کے بہت سے افراد ابتدا میں سرگودھا کی معروف چشتی نظامی گدی سیال شریف سے وابستہ تھے جس کو خواجہ شمس الدین رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے مرد مومن نے بسایا تھا، خواجہ ضیاء الدین اس خاندان کے بلند مرتبت اور مجاہد انسان تھے۔ بعد کے حضرات کے حالات کے سبب بگوی خاندان کا ایک حصہ وہاں سے الگ ہو گیا اور میانوالی کی خانقاہ سراجیہ کندیاں کے بزرگوں سے رابطہ کرلیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا کندیاں کی اس خانقاہ کے بانی مولانا احمد خان رحمہ اللہ تعالیٰ سے بہت گہرا تعلق تھا اور مولانا ظہور احمد ان کے مرید تھے ساتھ ہی شاہ کی بزم جہاد کے مخلص ساتھی، اس لئے جب وہ جیل میں شاہ جی سے ملے تو شاہ جی نے کہا کہ حضرت کی خدمت میں سلام کے بعد پیغام پہنچائیں کہ آپ کی موجودگی میں میرا یہ حال؟ مولانا ظہور احمد ملاقات کرکے واپس آئے تو بھیرہ میں ان کے مدرسہ میں موجود زیب سجادہ مولانا خان محمد زید مجدھم زیر تعلیم تھے اس مدرسہ کے بانی مولانا ظہور احمد کے بزرگ تھے مولانا احمد خان اُس کی سرپرستی فرماتے انہی کے حکم سے میرے داداجان اور مربی و استاذ حافظ غلام یاسین قدس سرہ نے یہاں ۳۱ برس پڑھایا میرے اباجان مولانا محمد رمضان علوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیادہ تعلیم یہیں ہوئی۔ ایک وقت تک شمالی پنجاب میں یہ سب سے بڑا ادارہ تھا اور اس کو علمی حلقوں میں بڑا احترام حاصل تھا۔ مولانا ظہور احمد نے فوری طور پر مولانا خان محمد کو کندیاں بھیج دیا، وہ حضرت مولانا احمد خان کے قریبی عزیز بھی تھے۔ حضرت مولانا خان محمد نے بتلایا کہ حضرت اقدس وضو فرمارہے تھے حاضر ہو کر سلام عرض کیا مولانا بگوی کے ذریعہ شاہ جی کا پیغام پہنچایا حضرت اقدس نے اعتماد علی اللہ کی بھرپور دولت کے بل بوتے پر فرمایا اللہ نے چاہا تو انہیں کچھ نہ ہوگا مولانا احمد خان بڑے باخدا بزرگ تھے۔ علمی اعتبار سے بلند مقام کے حامل۔ انہوں نے اپنے علمی ذوق کی تسکین اور علماء و طلباء کی خدمت کے لئے بہترین کتب خانہ فراہم کیا جو ان کے لائق اور قابل احترام جانشینوں کی علم دوستی اور بھرپور توجہ کے سبب برابر ترقی پذیر ہے اور ایک مثالی کتب

خانہ شمار ہوتا ہے۔ مولانا سید محمد انور شاہ حضرت کی دعوت پر وہاں تشریف لائے۔ حضرت بھی اکثر دیوبند شاہ صاحب کے مہمان ہوتے۔ خانقاہ شریف شاہصاحب تشریف لائے تو انہیں کتب خانہ دیکھ کر بہت مسرت ہوئی۔ بہت محظوظ ہوئے اور خوب استفادہ فرمایا۔ حضرت اقدس نے شاہ صاحب کو اس طرح مہمان رکھا جیسے کوئی شاہی مہمان ہوتا ہے آپ خود اور آپ کے اکلوتے فرزند شاہصاحب کی خدمت کے لئے ہر وقت خود موجود رہتے حضرت کے اکلوتے فرزند شاہصاحب کے ہونہار شاگرد بھی تھے۔ عالم شباب میں موت کے سفر پر روانہ ہوگئے۔ عظیم باپ نے مثالی صبر و ہمت کا مظاہرہ کیا۔ ان کے دو فرزندان عزیز تھے ہمارے مخلص و مہربان کرم فرما عارف صاحب سال گذشتہ رمضان شریف میں جوہر آباد جاتے ہوئے گاڑی کے حادثے میں شہید ہوگئے۔ محب گرامی زاہد صاحب درویش منش انسان اور باخدا ہیں ایک عرصہ سے کویت میں مقیم ہیں احقر کے تمام خاندانی بزرگوں دادا جان اور والد صاحب کا روحانی تعلق خانقاہ شریف سے ہی تھا۔ دادا جان کا حضرت اقدس کے اکلوتے فرزند سے گویا محبت و دوستی کا علاقہ تھا اور حضرت اقدس کی ان پر گہری نظر تھی اور بہت محبت کا برتاؤ تھا۔

رمضان شریف یاران طریقت کے لئے موسم گل ہوتا ہے۔ خانقاہ شریف میں رمضان کی راتیں اس طرح گذرتی رہیں کہ سینکڑوں بندگان خدا رات بھر قرآن سنتے سناتے اور قیام اللیل میں مشغول رہتے ہیں۔ تین حفاظ یکے بعد دیگرے دس دس دن میں قرآن کریم تراویح میں سناتے ہیں حضرت مولانا خان محمد کے بقول ہمارے دادا جان کو بھی دو مرتبہ یہ سعادت میسر آئی۔ یہ بات حضرت اقدس کی ان پر شفقت، اعتماد اور محبت کی مظہر تھی اور یہ بھی کہ قدرت نے انہیں قرآن عزیز سے ایک خاص تعلق عطا فرمایا تھا۔ خانقاہ شریف پر تراویح میں قرآن سنانا ہر کس و ناکس کا کام نہ تھا اس کے لئے منتخب روزگار افراد کو ہی موقعہ ملتا۔

میانوالی کے معروف بزرگ عالم مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالی حضرت اقدس کے شیخ خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ تعالی کے استاذ بھی تھے اور مولانا کے سلوک کی تکمیل بھی ان سے ہوئی۔ خواجہ محمد عثمان دامانی رحمہ اللہ تعالی کے حالات و ملفوظات اور معمولات کا مجموعہ "فوائد عثمانی" مولانا کی نظر ثانی کے بعد ہی شائع ہوا۔ اس حوالہ سے مولانا حسین علی اور مولانا احمد خان پیر بھائی تھے لیکن ایک نسبت سے مولانا حسین علی، حضرت اقدس کے بزرگ تھے کہ وہ شیخ کے استاذ بھی تھے۔ لیکن مولانا حسین علی، مولانا احمد خان کو بہت چاہتے، بڑی محبت کا برتاؤ فرماتے اور ان کی عظیم شخصیت کا بڑی چاہت سے ذکر فرماتے۔

یہ لوگ جن کو ہم صوفیاء کہتے ہیں یہ عجیب لوگ ہوتے ہیں "در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق" کی مصداق یہ لوگ، اللہ تعالی کے دین کے مخلص اور اس کی مخلوق کے انتہائی ہمدرد ہوتے ہیں، خدا کی مخلوق سے گھل مل کر رہنا ان کے مسائل کے حل کی عملی تدبیر کرنا، ان کی مادی ضروریات بہم پہنچانے کے لئے کوشش کرنا ان پاکباز لوگوں کی سیرت کا حصہ ہے اور تاریخ کا یہ روشن باب ہے کہ ان بندگان بے غرض نے خانقاہوں میں تنہا بیٹھ کر زندگی نہیں گذاری بلکہ جب حالات نے انہیں میدان میں پکارا اور جس طرح پکارا انہوں نے لبیک کہا اور ضرورت پر دار و رسن تک پہنچے۔

ہمارے عوامی شاعر فیض صاحب نے ایسے ہی لوگوں کے لئے کہا کہ

مقام فیض راہ میں کوئی جچا ہی نہیں   جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے ہم

آپ انسانی تاریخ پر ایک نگاہ ڈالیں اور صرف بر عظیم پاک وہند کے حالات کا جائزہ لیں تو یہاں کے خانقاہ نشین بزرگ آپ کو سراپا حرکت و عمل نظر آئیں گے مسلم حکمرانوں کی ناانصافیوں پر انہیں ٹوکنا، ان کی بے اعتدالیوں کے سامنے بند باندھنا، تجارت پر بعض طبقات بالخصوص ہندو کی اجارہ داری کے خلاف جنگ لڑنا اور سب سے بڑھ کر انگریز جیسی ظالم و جابر قوت سے اپنی آزادی کے لئے ٹکرانا انہی بوریہ نشین لوگوں کا کام تھا۔ خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں کے بانی کے بزرگ ڈیرہ اسمٰعیل خان کی موسی زئی خانقاہ میں قیام پذیر تھے وہ خانقاہ مجاہدین کا بڑا مرکز تھی۔ مرحوم مستری محمد صدیق کے حوالہ سے سامنے آنے والی کتاب سے بہت سے حقائق سامنے آئے ہیں اور اندازہ ہوا ہے کہ یہ بندگان رب کس طرح رزم و بزم کی محافل سجاتے رہے اور انگریزی سامراج کے خلاف مصروف جدوجہد رہے۔ مولانا احمد خان اسی خانقاہ کے فیض یافتہ تھے ان کی رگوں میں تعلیم و تربیت اور جہاد و مجاہدہ کا وہی خون گردش کرتا تھا جو ان بزرگوں کا طرۂ امتیاز تھا اس لئے قدرتی بات تھی کہ وہ میدان کے مجاہد ہوتے اور بزم مجاہدہ کے باقاعدہ شریک ہوتے۔ چنانچہ حضرت مولانا کی حیات مبارکہ اور ان کے جانشینوں کی مجاہدانہ زندگیاں اس بات کا سب سے بڑھ کر ثبوت ہیں کہ یہ لوگ جہاں "راتوں کے راہب" تھے وہاں "دن کے شہ سوار" بھی تھے اس خانقاہ سے وابستہ حضرات کی فہرست پر ایک نظر ڈالیں تو آپ کو حیرت ہوگی کہ کیسے کیسے رزم و بزم کے انسان ہیں جن پر یہاں کی چھتری کا سایہ تھا۔

بگوی خاندان کے بزرگوں کا میں نے ذکر کیا، مولانا غلام غوث ہزاروی مولانا قاضی شمس الدین ہری پور سے لے کر ہزارہ کے آخری سرے تک علماء اور سیاسی کارکنوں کی ایک بڑی کھیپ یہاں کی تربیت یافتہ نظر آتی ہے پنجاب کے ایک ایک ضلع کو دیکھیں یا سرحد کے باقی اضلاع کو، بلوچستان کے دور دراز مقامات کا جائزہ لیں یا سندھ کے شہروں اور بستیوں میں پھریں۔ خانقاہ شریف سے وابستہ ہزارہا علماء اور سیاسی کارکن "حق ہو" کی محافل کے ساتھ "میدان وغا" میں گھوڑے دوڑاتے نظر آئیں گے۔ میرے آبائی ضلع سرگودھا کا پہلا ہیڈکوارٹر شاہ پور تھا۔ پھر سرگودھا ہوا اس میں بوجوہ ضلع خوشاب پورے کا پورا شامل تھا۔ خوشاب کے علاقہ میں سون سکیسر کی پہاڑیاں اپنا ہی ایک حسن رکھتی ہیں۔ اس علاقہ میں موسی زئی شریف کے بزرگوں کی ایک خانقاہ بھی تھی جہاں ایک خاص موسم میں وہ حضرات مقیم ہوتے مشہور احرار رہنما مولانا گل شیر شہید کے اس علاقہ میں وسیع اثرات تھے۔ تقسیم ملک کے بعد قادیانی حضرات نے مسلم لیگی حکومت کی غلط بخشیوں کے سبب اس علاقہ میں اپنا گرمائی ہیڈکوارٹر بنانا چاہا تو احرار و تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں اور بزرگوں کے سیل رواں نے ان کا راستہ روک دیا ہمارے خاندانی بزرگوں کے وسیع قطعات اراضی اس علاقہ میں تھے جنہیں وہ چھوڑ چھاڑ کر بھیرہ آباد ہوگئے اور توکلاً علی اللہ دین کی خدمت میں لگ گئے، کہنا یہ تھا کہ اس ضلع کے متعدد بزرگ علماء اور مخلص سیاسی کارکن خانقاہ سراجیہ سے وابستہ تھے اور ہیں استاذی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ اور مجاہد عالم تھے ان کے فرزند مولانا احمد سعید کا رشتہ عقیدت مولانا خان محمد زید مجدھم سے تھا۔ بکر بار تحصیل شاہپور کے بزرگ علماء اسی طرح مولانا منیر شاہ خوشابی اور ہمارے خاندان کے بزرگ سب اسی خانقاہ کے فیض یافتہ تھے اور ان سب حضرات کا عمر بھر کا معاملہ یہ تھا کہ سوز و

سازرومی اور پیچ و تاب رازی میں ان کی زندگیاں گذریں۔ جیل، مقدمات، نونوں اور ٹوانوں سے مقابلے، جمعیتہ علماء ہند، احرار اور خلافت سے وابستگی، حتی کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں مولانا غلام غوث ہزاروی جب جماعتی حکم سے زیر زمین چلے گئے تو بہت دیر ان کا قیام اسی خانقاہ کے ایک خادم صوفی احمد یار کے ڈیرے پر رہا، انہوں نے اپنے شیخ کے حکم سے اس زبردست چیلنج کو قبول کیا اور خطرات کی برستی بارش میں اپنا فرض سرانجام دیا۔

یہ سب معاملات ایسے ہیں جس سے اس خانقاہ کے مزاج و ذوق کا اندازہ ہوتا ہے مولانا احمد خان کے بعد ان کی تحریری وصیت کے مطابق لدھیانہ کے بزرگ عالم مولانا محمد عبد اللہ ان کی مسند کے وارث بنے جو لگ بھگ پندرہ برس خدمت سرانجام دے کر ۱۹۵۶ء میں آخری سفر پر روانہ ہوئے۔ مولانا لدھیانہ کے فرزند تھے تحریک آزادی میں اس ضلع کا نمایاں مقام ہے۔ دیوبند میں وہ مولانا سید انور شاہ کے زیر درس تھے کہ شاہ صاحب کی توجہ سے مولانا احمد خان سے ان کا رابطہ ہوا پھر جس طرح ہمارے حضرت شاہ عبد القادر رحمہ اللہ تعالی نے سرگودھا سے اٹھ کر رائے پور میں اپنے شیخ کے آستانہ پر اپنی زندگی نثار کردی اسی طرح مولانا عبد اللہ لدھیانہ کے تمام مادی وسائل قربان کر کے میانوالی کے اس صحرا میں آباد ہوگئے جہاں کسی نورجہاں کا مقبرہ تو نہ تھا کہ اسے "نے چراغے نے گلے" کا شکوہ ہو لیکن حالت ایسی ہی تھی۔ شنید ہے کہ مولانا کے خاندانی بزرگ ابتداء میں اپنے فرزند کے کھو جانے کے سخت شاکی تھے لیکن پھر وہ وقت آیا کہ خاندان کا ہر چھوٹا بڑا ان کی عظمت کا معترف ہوگیا اور ان حضرات کو دعائیں دینے لگا جن کے صدقہ مولانا عبد اللہ یہ بنے۔ میں نے نہ صرف ان کی بار بار زیارت کی بلکہ بچپن میں اپنے بھائی جان مولانا عزیز الرحمن خورشید جن کا نام حضرت ہی نے تجویز فرمایا، کی معیت میں بیعت بھی کی، تواضع، انکساری ان کا شیوہ تھا تو جلال و جمال کا وہ حسین امتزاج تھے، رسوخ فی العلم کے لئے سید انور شاہ کی سند اور رسوخ فی الطریقت کے لئے مولانا احمد خان اور پورے حلقہ کا اعتماد سب سے بڑی دلیل ہے آزادی وطن کی تحریک سے لے کر پاکستان میں ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت تک ان کے جوش جنوں کی ایک طویل داستان ہے اور ابھی بہت سے حضرات اس کے عینی گواہ موجود ہیں۔ ہمارے بزرگ عالم مولانا عبد الحنان ہزاروی رحمہ اللہ تعالی اپنے مزاج کے اعتبار سے ایک معیاری انسان تھے اور معیاری انسانوں کے سوا ان کی نظر میں کوئی جچتا نہ تھا آخر جس نے انور شاہ سے فیض حاصل کیا اور مولانا مدنی اور مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی کے ساتھ کام کیا اس کی نگاہ میں کوئی کیسے جچتا؟ مولانا محمد عبد اللہ ان کے رفیق درس اور ساتھی تھے اور معاصرت عظیم فتنہ ہے لیکن مولانا محمد عبد اللہ کے متعلق ان کی زبان سے بلند ترین کلمات کے گواہ اب بھی راولپنڈی اور ہزارہ میں بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ اور مولانا غلام غوث بھی تو درس و تدریس میں ان سے سینئر ہو کر بھی ان کے آستانہ پر عقیدت مندانہ انداز سے قربان ہوگئے۔ یہ بجائے خود ان کی عظمت کی دلیل ہے ان کے بعد ہمارے مخدومی مولانا خان محمد نے اس آستانہ علم و ہدایت کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لی اب اس مسند پر فروکش ہوئے انہیں ۳۶ برس ہوگئے ہیں لیکن ایک دنیا گواہ ہے کہ ان کے دم قدم سے اس آستانہ کی رونق برابر بڑھ رہی ہے۔ مولانا کو وقت کے اکابر اساتذہ سے کسب فیض کا موقعہ ملا۔ دیوبند سے سند فراغت حاصل کی اور طریقت کی نہر گھر میں بہہ رہی تھی کہ مولانا احمد خان ان کے بزرگ تھے اور یہ ان کے خاندانی

قریب ترین عزیز۔ ان سب باتوں سے بڑھ کر ذاتی صلاحیت کا معاملہ بھی تھا کہ زمین شور میں اچھے سے اچھا تخم بھی ضائع ہوجاتا ہے اور سب سے بڑھ کر کہ توفیق الٰہی کا معاملہ کہ ابوالکلام راہ حق کے لئے توفیق الٰہی کے نتیجہ میں کسی صاحب نظر کی نظر کو سب سے بڑھ کر نعمت قرار دیتے ہیں۔ مولانا کو تعلیم کے بعد تدریس کے وسیع مواقع میسر آئے۔ شوق مطالعہ اور اچھی کتابوں کی جستجو کے ہم خود گواہ ہیں۔ قلم و قرطاس سے بھی ان کا مدتوں رشتہ رہا ایک زمانہ میں روزنامہ نوائے پاکستان لاہور میں مولانا مودودی کی فکر پر ان کے تنقیدی مضامین کی دھوم تھی۔ جن میں علم و منطق کا ایسا زور اور دلائل کی ایسی کاٹ تھی کہ جماعت اسلامی کے حلقے بلبلا اٹھے اور ایسی تدابیر اختیار کرنے لگے کہ مولانا کا قلم رک جائے لیکن ظاہر ہے کہ ایسا ممکن نہ تھا مولانا کی لڑائی ذاتی نہیں، اللہ کے لئے تھی۔ مختلف کتابوں پر ان کے مقدمات اور تقاریظ کی بھی ایک شان ہے اور معلوم ہوتا کہ انہیں قلم پر زبردست گرفت حاصل ہے ساتھ ہی خیالات و افکار میں تنوع ہے اور وہ کسی خاص گوشہ کے نہیں علم و ادب کی ہر شاخ کے شناور معلوم ہوتے ہیں ملک کی دینی قوتوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ان کا سرپرستی کا رشتہ قائم ہے سبھی لوگ ان سے عقیدت کا واسطہ رکھتے ہیں اس لئے سبھی طبقات اپنے اپنے جلسوں اور محافل کی صدارت ان سے کرانا اپنی سعادت خیال کرتے ہیں اور مولانا بڑی محبت سے اور ہنسی خوشی ہر خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ مولانا سید یوسف بنوری کے انتقال کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے تو وہ امیر قرار پائے جبکہ مجلس احرار اسلام اور جمعیتہ علماء اسلام کے مختلف پروگراموں، مدارس کے جلسوں وغیرہ میں بھی وہ ہر ممکن شرکت فرماتے ہیں اور حتی الوسع کسی کو مایوس نہیں کرتے۔ مجلس احرار اسلام کے خاص طور پر ربوہ کے سالانہ پروگرام میں تو وہ بڑی باقاعدگی سے شرکت فرماتے ہیں اور شاہ جی کے فرزندان عزیز سے بڑی محبت کا تعلق رکھتے ہیں حضرت اقدس مولانا احمد خان اور مرشد گرامی محمد عبد اللہ سے شاہ جی کے تعلق خاطر سے وہ خوب آگاہ ہیں اور اس رشتۂ اخلاص کی ان کے دل میں بڑی قدر ہے مولانا محمد عبد اللہ کا جس دن انتقال ہوا ایک ذریعہ کے مطابق اس دن شاہ جی نے صبح ہی صبح اپنی اہلیہ محترمہ سے کچھ اس طرح کے الفاظ ارشاد فرمائے کہ آج کسی بڑے اور عظیم انسان کا سانحہ رونما ہوا ہے مجھے ایسے محسوس ہورہا ہے کہ گویا دنیا میں اندھیرا چھا گیا ہے اور اس کے کچھ ہی وقت بعد مولانا کے انتقال کی خبر ملی تو شاہ جی سخت غم زدہ ہوگئے وہ اپنی علالت و ضعف اور نقاہت کے سبب وہاں تو جا نہیں سکتے تھے لیکن ان کے غم و اندوہ کا حال دیکھا نہیں جاسکتا تھا۔ سچی بات ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے شاہ جی جیسا مرد کامل خوب جانتا تھا کہ مولانا عبد اللہ کون ہیں اور کس مقام کے حامل ہیں، اسی وجہ سے تو ان کے انتقال پر یہ حال ہوا؟ مولانا محمد عبد اللہ کے نام مولانا شبیر احمد عثمانی کا ایک خط "انوار عثمانی" نامی مجموعہ میں ہے، دارالعلوم کبیر والا کے بانی مہتمم۔ دیوبند اور ملتان قاسم العلوم کے سابق مدرس مولانا عبد الخالق جیسے عظیم عالم کے لئے مولانا شبیر احمد عثمانی نے مولانا عبد اللہ کو سفارشی خط لکھا کہ مولانا عبد الخالق کو اپنے حلقہ ارادت میں لے لیں۔ یہ سب باتیں مولانا عبد اللہ کے مقام رفیع کا پتہ دیتی ہیں اور یہ بھی ہے کہ حضرت شاہ جی نے اپنے فرزند برادر گرامی سید عطاء المومن بخاری صاحب کو تعلیم و تربیت کے لئے کچھ وقت خانقاہ سراجیہ رکھا جو اس خانقاہ سے ان کے تعلق اور اس خانقاہ کے بزرگوں پر ان کے اعتماد کا مظہر ہے۔ الغرض یہ خانقاہ جو سیدنا و مخدومنا صدیق اکبرؓ جیسے عظیم ترین صحابی رسول خلیفہ راشد و اوّل سے لیکر حضرت الامام مجدد و قدس سرہ اور ان کے بعد بزرگان موسیٰ زئی شریف کی عظیم روایات کی حامل ہے، اس کی مسند کو مولانا احمد خان نے آباد کیا، ان کی جگہ مولانا عبد اللہ نے لی اور

اب مولانا خان محمد اس بزم و مجلس کے امیر و سربراہ ہیں اس خانقاہ نے علم و معرفت، دین و ہدایت، جہاد و حریت اور زندگی کے ہر شعبہ میں اعلیٰ روایات کا علم بلند رکھا اور اس مے خانہ سے ایک مدت سے ایک دنیا سیراب ہو رہی ہے، فیض پا رہی ہے، اس خانقاہ کے بزرگوں نے وقت پر دار و رسن کو بھی چوما، صعوبتیں بھی برداشت کیں، لیکن ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا کہ یہی مردان کامل و احرار کا شیوہ ہے اور انہی لوگوں کے دم قدم سے اس دنیا کی رونقیں آباد ہیں۔ خدا ایسے مراکز کو سدا آباد رکھے۔ (آمین)

امیرِ شریعت نمبر

قارئین کرام! انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے کو ہیں اور حسبِ وعدہ ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت کی یادگار اور تاریخی اشاعت!

امیرِ شریعت نمبر

دسمبر ۱۹۹۲ء میں ان شاء اللہ منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ اس سلسلے میں چند باتیں قارئین کی توجہ کی مستحق ہیں۔

(۱) اس نمبر کی عام قیمت 100/= روپے ہے۔

(۲) مجلد سفید کاغذ پر (لائبریری ایڈیشن) 150/= روپے

(۳) مستقل سالانہ خریداروں کو دونوں ایڈیشن نصف قیمت پر مہیا کئے جائیں گے۔

(۴) سالانہ خریدار فوری طور پر 50/= روپے (عام ایڈیشن) یا 75/= روپے (لائبریری ایڈیشن) منی آرڈر فرمائیں۔ تاکہ انہیں نمبر ارسال کیا جا سکے۔

(۵) جو احباب مستقل خریدار نہیں انہیں عام ایڈیشن 85/= روپے میں اور اعلیٰ ایڈیشن 125/= روپے میں فراہم کیا جائے گا۔ رقم پیشگی ارسال کریں۔

قیمت میں اضافہ

ہم گزشتہ ماہ کے شمارہ میں بھی اعلان کر چکے ہیں کہ کاغذ اور طباعت کے نرخوں میں شدید اضافے کی وجہ سے ادارہ مسلسل نقصان اٹھا رہا ہے۔ اور اب مزید خسارہ برداشت کرنے کا متحمل نہیں۔ یہ ہمارے مخلص اور ایثار پیشہ قارئین کے تعاون اور محض اللہ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے کہ پرچہ کسی ناغہ کے بغیر مسلسل شائع ہو رہا ہے۔

ان حالات کی بناء پر جنوری ۱۹۹۳ء سے پرچے کی قیمت میں حسبِ ذیل اضافہ کیا گیا ہے۔

- فی پرچہ ۸/= روپے — سالانہ چندہ ۱۰۰/= روپے
- بیرونِ ملک سالانہ چندہ ۱۰۰۰/= روپے
- مستقل خریدار قارئین سالانہ ممبر شپ کی تجدید کرتے وقت آئندہ مبلغ ۱۰۰/= روپے ارسال فرمائیں۔
- جو قارئین "امیرِ شریعت نمبر" اور سال بھر کے لئے پرچہ جاری کرانا چاہیں۔ وہ مبلغ ۱۵۰/= روپے منی آرڈر کریں۔
- منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ صاف لکھیں اور رقم کی وضاحت بھی تحریر کریں کہ کس مد میں ارسال کی ہے۔

امید ہے کہ قارئین حسبِ سابق ایثار کرتے ہوئے تعاون کا ہاتھ بڑھائیں گے۔ ان شاء اللہ

سرکولیشن مینیجر

خالد ہمایوں

اسّی فی صد دولت بائیس گھرانوں میں کیسے سمٹ گئی؟

یہ آج سے تقریباً تیس سال پہلے کا ذکر ہے جب جنرل محمد ایوب خان کی حکومت نے پورے ملک میں صنعتوں کا جال بچھا دیا تھا۔ ریڈیو اور اخبارات دن رات تعمیر و ترقی کے راگ الاپ رہے تھے۔ کئی سیاسی لیڈروں کو عملی سیاست میں حصہ لینے سے روک دیا گیا تھا۔ سیاسی جماعتیں نیم جان تھیں۔ اخبارات و جرائد پر کئی قسم کی پابندیاں تھیں۔ زندگی کے کسی دائرے میں اگر کہیں سرگرمی سے کام ہو رہا تھا تو وہ کارخانے تھے جو ہر طرف دھڑا دھڑ کھیل رہے تھے۔ حکومت کارخانے لگانے والوں کی حوصلہ افزائی کر رہی تھی۔ انہیں بیرون ملک سے نئی سے نئی مشینیں منگوانے کے لیے پرمٹ اور لائسنس دے رہی تھی۔ آسان شرطوں پر قرضے بھی دیے جا رہے تھے۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار سہولتیں فراہم کی جا رہی تھیں۔ سب سے بڑھ کر ہر قسم کی ہنگامہ آرائی سے پاک ماحول تھا۔ سیاسی جماعتوں کی طرح مزدور تنظیموں پر بھی کڑی پابندیاں تھیں۔ ایوب حکومت سے پہلے چونکہ سیاسی عدم استحکام تھا اس لیے قابل ذکر اقتصادی ترقی نہ ہو سکی تھی۔ بیروزگاری عام تھی اب کارخانے کھلنے لگے تو بیروزگار آبادی نے سکھ کا سانس لیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پیداواری عمل اتنی تیزی سے آگے بڑھا کہ یہ خیال عام ہونے لگا کہ اگر ترقی کی رفتار یہی رہی تو بعید نہیں پاکستان جاپان کو بھی پیچھے چھوڑ جائے۔ آج بھی لوگ اس دور کو یاد کرتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں سمجھ پاتے کہ اسی تعمیر و ترقی کے عمل کے اندر تخریب کے ہنگامے بھی خاموشی کے ساتھ پلنے لگے تھے۔

مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ اس دور میں ان فیکٹریوں کے اندر کیا کچھ ہو رہا تھا، جہاں ایک ایک یونٹ میں ہزاروں مزدور کام کر رہے تھے۔ البتہ میں نے گجرات شہر کے برتن سازی کے چھوٹے چھوٹے کارخانوں میں جو کچھ دیکھا، اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ بڑے صنعتی اداروں میں لوٹ کھسوٹ کا کیا عالم ہو گا۔ کیونکہ چند سال کے اندر اندر پاکستان کی اسی فی صد دولت بائیس گھرانوں میں سمٹ گئی اور سیدھا سادا مسلمان مزدور روٹی، کپڑے، مکان اور صحت کے مسائل میں اتنا گھر گیا کہ وہ سوشلزم جیسے لادین نظریے کو ووٹ دینے پر تل گیا۔

میرے گھر کے نزدیک میرے بعض قریبی عزیزوں کے دیسی چینی کے برتنوں کے کارخانے تھے۔ میرا اکثر وقت ایک بڑے کارخانے کے دفتر میں گزرتا تھا۔ وہیں اخبار وغیرہ کا پابندی سے مطالعہ کرتا اور مالکان کا انداز کاروبار کا بھی مشاہدہ کرتا۔ کسی وقت عین دوپہر کو پتلون شرٹ میں ملبوس ایک بابو صاحب دفتر میں داخل ہوتے۔ ان کے پیچھے ان کا چپڑاسی بیگ اٹھائے ہوئے ہوتا تھا۔ دفتر کے لوگ ابھی سوالیہ نظروں سے بابو صاحب کو دیکھ ہی رہے ہوتے کہ چپڑاسی بابو صاحب کا تعارف کچھ اس طرح سے کرواتا، "جناب! محمد سعید صاحب آپ کے نئے لیبر انسپکٹر ہیں" دفتر کے لوگ "جناب تشریف رکھیے" کہتے ہوئے فوراً کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوتے۔ فیکٹری کے

مالکان کسی ملازم سے کہتے، "او لڑکے، دوڑ کے کنٹین سے دو ٹھنڈی ٹھنڈی بوتلیں پکڑ لا" انسپکٹر صاحب فوراً کہتے "نہیں جناب تکلف کی ضرورت نہیں۔ میں ذرا فیکٹری کا راؤنڈ لگالوں" مالکان کہتے، نہیں سر! آپ اتنی شدید گرمی میں تشریف لائے ہیں۔ پنکھے تلے ذرا پسینہ تو سکھا لیجئے" انسپکٹر صاحب بیٹھ جاتے۔ بوتل تھامتے اور پسینہ سکھانے لگتے۔ ادھر مالکان مینیجر کو آنکھ سے اشارہ کرتے، جس کا مطلب ہوتا کہ کچھ مزدوروں کو فیکٹری سے رفوچکر کروادو۔ ادھر انسپکٹر صاحب راؤنڈ لگانے کے لئے فیکٹری میں قدم رکھتے، ادھر آدھی لیبر منظر سے غائب ہو چکی ہوتی۔

اس زمانے میں برتنوں کے کارخانوں کے پیچھے سمائل انڈسٹریز اسٹیٹ کا ایریا کھلا پڑا تھا۔ مزدور اس طرف دوڑ لگا دیتے۔ کبھی کبھی میں آتے جاتے اچانک مزدوروں کو دوڑتے بھاگتے دیکھتا تو پوچھتا، بھئی کیا ہوا، کیوں بھاگ رہے ہو؟ تو مزدور جن میں بڑی تعداد کم عمر بچوں کی ہوتی پھولے ہوئے سانس کے ساتھ جواب دیتے، "افسر آگئے ہیں، مینیجر صاحب نے ہمیں کہا ہے کہ ایریے کی طرف بھاگ جاؤ" اس افراتفری میں کچھ گڑبڑ بھی ہو جاتی۔ بعض ایسے ملازمین انسپکٹر صاحب کے ہاتھ آجاتے جن کے نام فیکٹری کے حاضری رجسٹر میں درج نہ ملتے تو مالکان وضاحت دیتے کہ یہ شاگرد پیشہ ملازم ہیں، ابھی کام سیکھ رہے ہیں" اس کے بعد دفتر میں مالکان اور انسپکٹر صاحب کے درمیان ذرا آہستہ آواز میں تبادلہ خیال ہوتا مالکان کے عموماً یہ مکالمے ہوتے "جناب آپ کو پتہ ہی ہے کہ آج کل اس کاروبار میں بہت مندا ہے کوئی بڑا نفع تو رہ نہیں گیا۔ چونکہ اب کام بدلنا مشکل ہے اس لیے تشٹم پشٹم اسی کو چلا رہے ہیں۔ آپ سے پہلے جو لیبر انسپکٹر تھے وہ ماشاء اللہ ہمارے ساتھ بہت تعاون کرتے تھے۔ اب جلد ہی ہمارے مینیجر صاحب آپ کے دفتر میں حاضر ہوں گے۔ آپ فکر نہ کریں۔ "اس کے بعد جب انسپکٹر صاحب ارد گرد کے دوسرے کارخانوں کا دورہ کرتے تو وہاں اتنی دیر میں سب "انتظامات" درست ہو چکے ہوتے۔

چند دن بعد میں اخبار پڑھتے پڑھتے مینیجر کو مالکان سے اس قسم کی گفتگو کرتے ہوئے سن رہا ہوتا۔ "جناب کیا بتاؤں۔ یہ انسپکٹر خاصا اکھڑ مزاج واقع ہوا ہے۔ بہت منایا اسے مگر وہ تو پٹھے پر ہاتھ نہیں دھرنے دیتا تھا۔ بار بار کہتا، آپ لوگوں نے حاضری رجسٹر پورے نہیں رکھے ہوئے۔ بہت مشکل سے اسے راضی کیا۔ اب جتنے دن یہاں رہے گا، ادھر چکر نہیں لگائے گا، میں ہڈی ڈال آیا ہوں"۔

اسی طرح کسی دن میں کسی ایسے شخص کو دفتر میں آتے دیکھتا جس کا کہنا ہوتا کہ میں فیکٹری میں سپلائی ہونے والی بجلی چیک کرنا چاہتا ہوں۔ مالکان بادل نخواستہ اسے فیکٹری کا راؤنڈ لگواتے وہ دفتر میں لوٹتا تو الیکٹرک موٹروں کی تعداد اور ان کی پاور کے بارے میں اعتراضات کرتا لیکن تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد قدرے اطمینان سے رخصت ہو جاتا۔

کبھی کبھی مالکان حساب کتاب کے رجسٹروں کی گٹھڑیاں ہمارے گھر بھجوا دیتے کہ انہیں پیٹیوں اور صندوقوں وغیرہ میں بند کر کے رکھا جائے۔ شروع شروع میں مجھے حیرت ہوتی کہ انہیں چھپا کر رکھنے میں آخر کیا راز ہے۔ آہستہ آہستہ معلوم ہوا کہ کاروبار کے دو طرح کے رجسٹر بنائے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو طلب کرنے پر فوراً سرکاری محکموں کو دکھا دیے جاتے اور دوسرے وہ جن میں آمد اور خرچ کا اصل حساب کتاب درج ہوتا تھا۔ مالکان کو دھڑکا لگا رہتا کہ کہیں چھاپے والوں کے ہاتھ یہ رجسٹر نہ آجائیں۔ (بقیہ صفحہ ۴۲ پر دیکھیں)

بنیاد پرست عبدالواحد بیگ المرحوم
ملتان

مسلک کی آڑ میں بدکاری

روزنامہ جنگ لاہور ۲۱ اکتوبر صفحہ اول پر تین کالمی عنوان "مسلک کی آڑ میں بدکاری کے اڈے" خبر شائع ہوئی ہے نیز عزت ماب چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ نے ایس ایس پی سے رپورٹ بھی طلب کرلی ہے۔ ہائیکورٹ نے از خود خبر کا نوٹس لیا ہے۔ وغیرہ۔۔۔۔۔۔ مسلمانوں کی اخلاقی گراوٹ کی یہ مذموم روش خدا جانے کس عذاب کا پیش خیمہ ہوگی۔ ہمسایہ ملک کے درآمدی مکتبۂ فکر کی معروف تفسیر منہاج الصادقین ص ۳۵۶ پر رسول اللہ ﷺ سے منسوب حدیث جو درحقیقت انتہائی گستاخی اور بہتان ہے۔ سواد اعظم اہل سنت کی آگاہی کے لئے ذیل میں پیش کر کے اتمام حجت کا دینی فریضہ ادا کر رہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

هذا بُهتَان عَظِيم

"و ذكر فتح الله الكاشانی فی تفسيره عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال و من تمتع مرة كان درجته كدرجة الحسين عليه السلام و من تمتع مرتين فدرجته كدرجة الحسن عليه السلام و من تمتع ثلاث مرات كان درجته كدرجة على بن ابى طالب عليه السلام و من تمتع اربع مرات فدرجته كدرجتى"

علامہ فتح اللہ کاشانی تفسیر منہاج الصادقین میں ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک بار متعہ کیا اس کا درجہ حضرت حسینؓ کے برابر ہے اور جس نے دو بار متعہ کیا اس کا درجہ حضرت حسنؓ کے برابر ہے اور جس نے تین بار متعہ کرلیا اس کا درجہ حضرت علیؓ کے برابر ہوگا اور جس نے چار بار متعہ کرلیا اس کا درجہ میرے برابر ہوگا۔ (لاحول ولا قوۃ۔ نعوذ باللہ۔ استغفر اللہ! یہ حدیث سراسر جھوٹ اور نبی پاک ﷺ پر بہتان ہے)

تبصرہ:

اگر یہ سچ ہے تو وضاحت کی جائے کہ اب تک کتنے مجتہدین۔ علماء اور ذاکرین مذکورہ بلند و بالا مراتب اور درجات کے حصول کے لئے حریص اور کوشاں رہے ہیں اور کس قدر "مومنہ" خواتین اس "کار خیر" کے لئے ایثار اور تعاون کے لئے میدان عمل میں اتر چکی ہیں یا اتر سکتی ہیں؟ اگر عبادت متعہ کے "مبینہ اجر و ثواب" کے بارے میں درآمدی مسلک کی روایات صحیح اور قابل اعتماد ہیں تو ان کے عبادت خانوں میں کس قدر گنجائش رکھی گئی ہے جہاں نکاح متعہ کے احیاء و اجراء کے لئے حسب عقیدہ و روایات کثیرہ ارکان عقد متعہ، شرح مہر متعہ، بغیر گواہان و بغیر اعلان، عدم میراث و عدم طلاق محض اجرت طے شدہ کے مطابق اہتمام متعہ و لوازمات کا کیا بندوبست ہے؟۔ نیز متعہ کی ایک مخصوص و معلوم صورت "متعہ دوریہ" کا اجراء ضرورت وقت کے تحت چند احباب امداد باہمی

کے انداز میں کچھ رقم چندہ کر کے کسی "مومنہ" خاتون کو تب راضی کر لیں اور باری باری سب "ثواب" لوٹ سکیں؟۔۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ کار بد عبادت بن جاتا ہے تو زنا کسے کہتے ہیں اور مرتکب افراد کی سزا کیونکر مرتب ہو سکے گی؟۔۔۔۔۔۔۔۔ یاد رہے کہ ان کی معروف کتابوں میں یہ انسداد فواحش روایت بھی موجود ہے کہ

(عن علی علیہ السلام قال حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یوم خیبر لحوم الحمر الاھلیتہ و نکاح المتعتہ) التہذیب ج۲ ص۱۸۶، الاستبصار ج۳ ص۱۴۲

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم خیبر کے دن پالتو گدھوں کا گوشت اور نکاح متعہ کو حرام قرار دے دیا تھا

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ نفاذ اسلام کی راہ میں مذکورہ مسلک سب سے بڑی رکاوٹ ہے جہاں انفرادی اور اجتماعی بدکاری کا دھندہ عبادت شمار ہوتا ہے۔۔۔۔۔ سواد اعظم اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ عبادات و ریاضت اور مجاہدات سے بڑے سے بڑا ولی کسی چھوٹے سے چھوٹے صحابیؓ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ در آمدی فقہ کا حیرت انگیز کمال ہے کہ چار بار عبادتِ متعہ ادا کر لینے پر مقام نبوت اور چند مرتبہ متعہ کر لینے والوں کو مقام ولایت الاٹ ہو سکتا ہے۔ نعوذ باللہ

لیکن "ممتوعہ مومنہ" خواتین کے اجر و ثواب کا کہیں ذکر نہیں کہ ان بیچاریوں کا مقام اور مرتبہ کیا ہوگا؟

استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ

اللھم انی اعوذ بک من شر نفسی و شر الشیطن و شرکہ

آپ کے عطیات

محاسبہ مرزائیت و رافضیت کی جد و جہد کو تیز کرنے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات اپنی جماعت مجلسِ احرار اسلام کو دیجئے۔

بذریعہ منی آرڈر : سیّد عطاء المحسن بخاری مدظلہ، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک : اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲ حبیب بنک حسینؑ آگاہی۔ ملتان۔

بقیہ از ص ۴۷

وقت بھاگنا چاہتی تھی مگر ہائیکورٹ سے بھاگ نہ سکی۔ انجام کار حضرت شاہ صاحب اس سنگین فوجداری مقدمہ میں ہائی کورٹ سے باعزت بری کر دیئے گئے......

ہر دور میں حکومتوں کی اپنی اپنی مصلحتیں نامور قومی رہنماؤں کے خلاف 124-A کا استعمال کرتی رہی ہیں مگر حق گوئی اور بے باکی کے ترجمان یہ قومی رہنما اس سنگین تقریری دفعہ کی دھجیاں بکھیر کر سرخرو ہوتے رہے۔ مولانا حسرت موہانی نے بھی اس سلسلے میں اپنے مقدمے کا جس طرح ایمان پرور دفاع کیا، وہ ہماری ملکی اور سیاسی تاریخ کا یادگار واقعہ ہے اور ان ہی مقدمات اور ان کے نتائج کے توسط سے آزادی برصغیر کی منزل نزدیک سے نزدیک ہوتی چلی گئی۔

چارہ گر نے مجھ کو باندھا تھا سمجھ کر ناتواں
میں ذرا تڑپا تو ٹکڑے ہی نہ تھے زنجیر کے

افسوس! ہم کو اپنی ماضی کی تاریخ سے کوئی ربط نہیں رہا اور حق گوئی کی روایت اب آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی ہے۔

قدرت اللہ شہاب

بہ سلسلہ یوم اقبال - ۹ نومبر ۱۹۹۲ء

اقبال کی یاد میں

یوں تو علامہ اقبالؒ کے کلام میں دینی، روحانی، مادّی، سیاسی، سماجی، اخلاقی اور آفاقی قدروں کے بے شمار پہلو ہیں لیکن آج کے ماحول میں اگر اقبال کی یاد خلوصِ نیت سے ہمیں ایک اور صرف ایک سوال کا جواب ڈھونڈنے کی طرف مائل کر دے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ یہ سوال یوں تو ابجد کی طرح بالکل سیدھا اور سادہ ہے لیکن ہمارے پیچ در پیچ معاشرے نے اس میں سمندروں جیسی اتھاہ گہرائی پیدا کر رکھی ہے۔ جواب دینے پر آئے تو ایک طفلِ مکتب بھی اس کا جواب بڑی آسانی سے بنوکِ زبان دے سکتا ہے لیکن سوچ میں پڑ جائے تو بڑے بڑے اہلِ علم و فن، اربابِ عقل و دانش، صاحبِ تجارت و ثقافت و سیاست و ذکاوت سالہا سال اس کے گرداب میں ڈبکیاں کھاتے رہتے ہیں۔ کم از کم پاکستان میں تو ہم چالیس برس سے اس گرداب میں ڈبکیاں ہی ڈبکیاں کھا رہے ہیں۔ وہ سادگی و پُرکاری کا سوال جس کے سمندر کو علامہ اقبالؒ نے ایک لافانی مصرع کے کوزے میں بند کر دیا ہے، یہ ہے:

تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو!

اگر قیامِ پاکستان کے وقت علامہ اقبالؒ بقیدِ حیات ہوتے تو شاید وہ بانگِ درا سے اپنے اس مصرع کو حذف کر دیتے کیونکہ مملکتِ خداداد میں اللہ کے فضل و کرم سے ہم سب کلمہ گو مسلمان ہیں، صرف ہم ہی نہیں۔ بلکہ ہم نے تو ایک عظیم مملکت کو کلمۂ طیبہ کی پکار پر حاصل کیا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ جب برا وقت آیا تو اگر کچھ ٹوٹا تو فقط پاکستان ٹوٹا اور ہمارے کلمہ گوئی پر ذرا بھی آنچ نہ آئی۔

پورے چالیس برس سے ہم امورِ سلطنت میں سازش، نظم و نسق میں ظلم و ستم، خدمت میں خیانت، سیاست میں رقابت، ثقافت میں کثافت، سچ میں جھوٹ، دودھ میں پانی، آٹے میں ریت، مرچوں میں پسی ہوئی اینٹوں، ہلدی میں گل زرد، چائے کی پتی میں سڑے ہوئے چمڑے کا برادہ، نمک میں کنکر، معاشیات میں طبقاتی کشمکش، قومی یکجہتی میں علاقائی عصبیت اور نصب العین میں ذاتی مصلحتوں کی ملاوٹ کرنے میں بڑی تن دہی سے مصروف ہیں لیکن اس سے نہ ہمارے ایمان میں لغزش آئی ہے نہ ہمارے مسلمان ہونے پر کوئی ضرب پڑی ہے۔ ہمارے یقینِ محکم کی مضبوط چٹان پر نہ شرابِ ناب کے پے در پے ریلوں نے کوئی چھینٹے اڑائے ہیں، نہ چنگ و رباب نے اسے غافل کیا ہے، نہ رقص و سرود نے اسے صراطِ مستقیم سے بھٹکایا ہے۔ ہم جُوں کے تُوں مسلمان کے مسلمان ہی ہیں۔ نماز پڑھیں نہ پڑھیں نماز کی تلقین ضرور کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیں نہ دیں زکوٰۃ دینے کی نیت نیک رکھتے ہیں۔ دنیا میں کسی جگہ ایسے مسلمان نہیں بستے جو ہماری طرح صبح و شام، دن رات، ماہ بماہ، سال بسال اس قدر بلند آواز سے اسلام، اسلام، اسلام کا نعرہ

لگاتے ہوں یہ تو ٹھہری ہماری مسلمانی' باقی رہا پاکستان' اسکا حال بھی ماشاءاللہ برا نہیں۔ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ ملک اکثر بنتے اور بگڑتے رہتے ہیں' پھلتے بھی رہتے ہیں' سکڑتے بھی رہتے ہیں۔ اب اگر پاکستان بھی پہلے سے نصف رہ گیا ہے تو اس جرمِ عظیم کو بھی ہم نے تاریخی عمل کا نام دینا شروع کر دیا ہے۔ اس سے نہ ہماری حب الوطنی پر کوئی حرف آتا ہے نہ ہماری غیرت چیلنج ہوتی ہے نہ ہمارے جذبۂ ایمان کا کچھ بگڑتا ہے۔

ہمارے ان کارناموں کی فہرست بڑی لمبی ہے۔ اگر ان سب کو ایک ایک کر کے گنوانے بیٹھیں تو قصّہ بہت طوالانی ہو جائے گا لیکن ابھی تو:

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

اگر ہمارے ماضی کے کارناموں کا سلسلہ لامتناہی ہے تو ہمارے مستقبل کے عزائم' دعووں اور منصوبوں کی لسٹ بھی کچھ کم طویل نہیں۔ ان سب پر ایک طائرانہ نظر ڈال کر بے اختیار علامہ اقبالؒ کا یہ ارشاد یاد آتا ہے:

تری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے
تری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا
عجب نہیں ہے کہ یہ چار سُو بدل جائے
تری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
مری دعا ہے تری آرزو بدل جائے

آج کے پاکستان میں ہماری سب سے بڑی ضرورت اپنے آپ کو بدلنے کی' اپنے چار سو ماحول کو بدلنے کی اور اپنی آرزوئیں بدلنے کی ہے۔ افراد میں ذاتی طور پر اس تبدیلی کے بغیر نہ جماعتوں میں کوئی تبدیلی آ سکتی ہے' نہ قوم میں کوئی تبدیلی آ سکتی ہے نہ ماحول میں کوئی تبدیلی آ سکتی ہے۔

انسان کے لئے اپنے انفرادی وجود میں تبدیلی پیدا کرنا اتنا ہی آسان ہے جتنا کہ سوئچ دبا کر کھٹ سے بجلی کا بلب روشن کرنا۔ شرط صرف اتنی ہے کہ کرنٹ آ رہی ہو۔ اس کرنٹ کو پیدا کرنے والی مشین ہر اچھے اور برے' نیم اچھے اور نیم برے انسان کے اپنے سینے میں لگی ہوئی ہے۔ وہ اس کا دل ہے اگر یہ کمپیوٹر ایک رخ پر چلے تو انسان احسن التقویم کا درجہ پاتا ہے۔ دوسرے رخ پر چلے تو وہ اسفل السافلین بن جاتا ہے۔۔ اس عجیب و غریب مشین کو صراطِ مستقیم پر گامزن رکھنے کے لیے ہمیں دو چیزیں عنایت ہوئی ہیں ایک ملا دوسرے قرآنِ حکیم۔

ایک بار ایک لا ابالی قسم کے آزاد منش نوجوان طالب علم نے علامہ اقبالؒ سے کہا کہ نماز پڑھنا فرض ضرور ہے لیکن اکثر اوقات نماز میں نہ حضوری حاصل ہوتی ہے۔ نہ خضوع و خشوع میسّر آتا ہے ایسی بے

بے سرور نماز بار بار پڑھنے سے کیافائدہ ؟۔
علامہ اقبالؒ نے پوچھا' کیا تم کبھی کسی گانے کی محفل میں شریک ہوئے ہو؟

نوجوان نے تسلیم کیا کہ وہ کئی بار رقص و سرود کی محفلوں میں بیٹھ چکا ہے۔
علامہ اقبالؒ نے فرمایا کہ تم نے دیکھا ہو گا کہ گانا شروع ہونے سے پہلے سازندے بڑی دیر تک ٹوں ٹاں کر کے ساز ملاتے رہتے ہیں۔ کبھی سارنگی والا تار ڈھیلے کرتا یا کستا ہے' کبھی طبلے کو آزماتا ہے۔ شائقین کیلئے یہ مرحلہ بڑا بے کیف اور صبر آزما ہوتا ہے۔ لیکن اس کے بغیر موسیقی کا تال اور سُر ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ نماز بھی ایسی ہی ڈرل ہے۔ اس امید پر کہ شاید کبھی دل کا سُر کسی سرمدی تان کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے۔ یوں بھی فرض تو صرف نماز کا پڑھنا ہے' دل لگنا فرض نہیں۔
اسی طرح ایک بار علوم مشرقی کے ایک غیر ملکی عالم نے علامہ اقبالؒ سے سوال کیا کہ آپ واقعی یہ مانتے ہیں کہ قرآنِ حکیم ایک تخلیقی وجدان کے طور پر ظہور میں نہیں آیا تھا' بلکہ اس کا ایک ایک لفظ اللہ تعالٰی کی طرف سے نازل ہوا تھا؟
علامہ نے جواب دیا' میرا پختہ ایمان ہے کہ قرآن حرفاً حرفاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔
سوال کرنے والے نے اس یقین کے متعلق کوئی دلیل مانگی تو علامہ اقبالؒ نے جواب دیا' کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تو بڑی عظیم ذات ہے۔ میں ایک گناہ گار انسان اور شاعر ہوں۔ لیکن کبھی کبھی تو مجھے بھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرے اشعار کا ایک ایک لفظ میرے ذہن پر یوں اتر رہا ہے جیسے ٹین کی چھت پر بارش کے قطرے ٹپ ٹپ گرتے ہیں۔
یہ بھی ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہدایت و حکمت کی ایسی عظیم الشان کتاب پڑھنے اور نماز کے ذریعہ علم و عرفان کی سیڑھیاں چڑھنے پر ہمیں پورا اختیار اور آزادی ہے۔ اس کیلئے نہ تو ہمیں کسی کی خوشامد کرنا پڑتی ہے' درخواست دینا پڑتی ہے نہ کوئی پرمٹ حاصل کرنا پڑتا ہے' نہ کسی افسر کی اجازت مانگنی پڑتی ہے' نہ کسی پیر فقیر کے حکم کا انتظار کرنا پڑتا ہے' نہ ٹکٹ خریدنا پڑتا ہے' نہ فیس ادا کرتے ہیں' نہ چلہ کاٹتے ہیں۔ اگر ان نعمتوں کی ارزانی کا احساس عام ہو جائے' تو جس طرح کے کیو اب سنیما گھروں کے باہر نظر آتے ہیں' اس سے بھی زیادہ لمبی قطاریں مسجدوں کے سامنے لگنا شروع ہو جائیں گی۔ اگر کبھی پاکستان میں ایسا ہوا' تو اس ارضِ پاک میں صرف تیل ہی نہیں بلکہ قناعت کے دودھ اور فضیلت و طمانیت کے شہد کی نہریں بھی بہنے لگیں گی۔ کیونکہ علامہ اقبالؒ کے الفاظ میں یہ اللہ تعالٰی کا اپنا وعدہ ہے کہ :

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا' لوح و قلم تیرے ہیں

بقیہ از صفحہ ۲۲

"اسلام نے حکمرانوں کے ظلم کے مقابلہ میں دو طرح کے طرز عمل کا حکم دیا ہے کیونکہ حالتیں بھی دو مختلف ہیں" ۔ ایک ظلم اجنبی قبضہ و تسلط کا ہے۔ ایک خود مسلمان حکمرانوں کا ہے پہلے کیلئے اسلام کا حکم ہے کہ تلوار سے مقابلہ کیا جائے دوسرے کیلئے حکم ہے کہ تلوار سے مقابلہ تو نہ کیا جائے لیکن امر بالمعروف اور "اعلان حق" جس قدر بھی امکان میں ہو، ہر مسلمان کرتا رہے۔ پہلی صورت میں دشمنوں کے ہاتھوں قتل ہونا پڑے گا۔ دوسری صورت میں ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں طرح طرح کی اذیتیں اور سزائیں جھیلنی پڑیں گی...... گزشتہ تیرہ صدیوں میں مسلمانوں نے دونوں طرح کی قربانیاں بھی کیں۔ اجنبیوں کے مقابلے میں سرفروشی بھی کی اور اپنوں کے مقابلے میں صبر و استقامت بھی دکھلائی"

اپنے تاریخی بیان کے آخری حصے میں مولانا نے عدالت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا حالانکہ اس سے قبل وہ واشگاف الفاظ میں کہہ چکے تھے کہ

"تاریخ عالم کی سب سے بڑی ناانصافیاں میدان جنگ کے بعد عدالت کے ایوانوں میں ہوئی ہیں دنیا کے مقدس بانیان مذہب سے لے کر سائنس کے محققین و مکتشفین تک کوئی پاک اور حق پسند جماعت نہیں ہے جو مجرموں کی طرح عدالت کے سامنے کھڑی نہ کی گئی ہو"۔

مسٹر مجسٹریٹ! "اب میں اور زیادہ وقت کورٹ کا نہ لوں گا۔ یہ تاریخ کا ایک دلچسپ اور عبرت انگیز باب ہے جس کی ترتیب میں ہم دونوں یکساں طور پر مشغول ہیں۔ ہمارے حصہ میں مجرموں کا یہ کٹہرا آرہا ہے تمہارے حصہ میں وہ مجسٹریٹ کی کرسی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس کام کیلئے وہ کرسی اتنی ہی ضروری ہے جس قدر یہ کٹہرا...... آؤ اس یادگار اور افسانہ بنانے والے کام کو جلد ختم کر دیں۔ مورخ ہمارے انتظار میں ہے اور مستقبل کب سے ہماری راہ تک رہا ہے۔ ہمیں جلد جلد یہاں آنے دو اور تم بھی جلد جلد فیصلہ لکھتے رہو ابھی کچھ دنوں تک یہ کام جاری رہے گا یہاں تک کہ ایک دوسری عدالت کا دروازہ کھل جائے گا۔ یہ خدا کے قانون کی عدالت ہے وقت اس کا جج ہے۔ وہ فیصلہ لکھے گا اور اسی کا فیصلہ آخری فیصلہ ہو گا"

"والحمدللہ اولاً و آخراً" (قول فیصل)

امیر شریعت اور 124 - الف

سر سکندر حیات خاں مرحوم وزیر اعظم پنجاب نے حضرت شاہ صاحب کی حق گوئی اور مقبول عام شخصیت سے مرعوب ہو کر حضرت شاہ صاحب کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنے کا منصوبہ تیار کیا اور اپنے مخصوص خوشامدی ضلعی پولیس کے سربراہوں کو ہدایت کی کہ جب شاہ صاحب ان کے اضلاع میں تقریر کیلئے آئیں تو چالاک اور ہوشیار رپورٹر تقریر نوٹ کرتے وقت جگہ خالی چھوڑتا جائے تاکہ بعد میں حسب ضرورت عبارت درج کرلی جائے۔ جس میں قتل، عمد، کھلی بغاوت اور فساد و خون ریزی کی ترغیب ثابت ہو۔ جس کی سزا پھانسی "عبور دریائے شور" جائیداد کی ضبطی وغیرہ ہو سکے۔ شاہ صاحب موضع پیرغازی ضلع گجرات تشریف لائے تو عوام کے اصرار پر لالہ موسیٰ میں ایک اصلاحی تقریر فرمائی۔ رپورٹر نے حسب الحکم جگہ چھوڑ کر تقریر کے نوٹ لئے۔ بعد میں پبلک پراسیکیوٹر کی ہدایت پر حسب خواہش فقرے درج کئے اور حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کا کیس شاہ صاحب کے خلاف درج کر دیا گیا اور شاہ صاحب پس دیوار زنداں چلے گئے سب جیل سے دوسری جیل جاتے ہوئے راستے میں لدھا رام رپورٹر نے سلام عرض کیا۔ شیخ عبدالملک نے کہا یہ لدھا رام آپ کی تقریر نوٹ کرنے والا رپورٹر ہے۔ شاہ صاحب نے لدھا رام کی طرف سر سے پاؤں تک دیکھا اور کہا

"لدھا رام ایک اور عدالت بھی قائم ہوگی جس میں سچ جھوٹ جھوٹ ہو کر سامنے آئے گا وہ خدا کی عدالت ہوگی ہمیں اس کی پیشی کا بھی خیال کرنا چاہئے"۔

یہ کلمات کہہ کر آپ جیل چلے گئے لدھا رام نے کہا یہ الفاظ بجلی بن کر مجھ پر گرے مجھے تاب نہ رہی، کمپنی باغ جا کر رویا جب طبیعت ہلکی ہوئی...... سوچ بچار کے بعد عہد کیا کہ یہ بندوق جو میرے ہاتھ میں دے کر ایک مخلص قومی بے گناہ لیڈر کو قتل کرایا جا رہا ہے میں اپنے سر نہ لوں اور پیشی پر حالات سے صحیح طور پر عدالت کو مطلع کر دوں لدھا رام نے ملازمت سے استعفیٰ دیدیا جو عدالت میں پیش کر دیا گیا۔ شاہ صاحب کی طرف سے...... جناب میاں عبدالعزیز خانوادہ، دیوان چمن لعل وکالت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ لدھا رام نے ہائیکورٹ کے بینچ جو جسٹس سر ڈگلس ینگ اور جسٹس رام لعل پر مشتمل تھا کے سامنے صحیح حالات بتا دیئے تو انگریزی ایوانوں میں زلزلہ آگیا۔ سکندر حیات پریشان ہو گئے...... مقدمہ کی سماعت کے دوران رپورٹنگ تقریر کی دھجیاں اڑ گئیں اور اس مقدمہ میں حکومت انگلینڈ کے مذموم عزائم کے وہ راز واشگاف ہوئے کہ حکومت

بقیہ صفحہ ۴۳ پر

زبان میری ہے بات اُن کی

❊ سوشلزم ختم ہوا ہے نہ ہوگا۔ (ظہیر کاشمیری)

❊ پاگل عورت مرے ہوئے بچے کو سینے سے لگائے ہوئے ہے۔

❊ اگلے جہاں سے مجھ کو یہی اختلاف ہے
یہ صورتیں یہ گیت صدائیں کہاں وہاں (حبیب جالب بنام نورجہاں)

❊ اس جہاں میں مجھے تم سے اختلاف ہے
تیری پسند وہ ہے جو بوجہل کو پسند

❊ بلاول کی سالگرہ پر مولانا سمیع الحق سنیٹر کی طرف سے بے نظیر کو کیک کا تحفہ۔ (ایک خبر)

❊ مولانا فضل الرحمن نے بے نظیر کو شہد کی بوتل دی اور مولانا سمیع الحق نے بلاول کی سالگرہ پر کیک دیا۔
چہ کند بے نوا ہمیں دارد

❊ باپ پڑوسی کے گھر وی سی آر دیکھتا رہا اوباش نوجوان نے بیٹی کی عزت لوٹ لی۔ (ایک خبر)

❊ مخلوط معاشرت اور ڈش انٹینا کا نقد نتیجہ

❊ میں مرتضے بھٹو کو پاکستان نہیں آنے دوں گی وہ میرے خاوند کی اکلوتی نشانی ہے۔ (نصرت بھٹو)

❊ آپ بھی بیٹے کے پاس رہیں دوسری نشانی آپ ہیں یہ پاکستان پر آپ کی مہربانی ہوگی۔

❊ کمالیہ میں فحاشی کے اڈے پر چھاپہ سرکاری افسروں سمیت کئی مرد اور عورتیں فرار ہوگئے۔ (ایک خبر)

❊ جیسے شیر کو دیکھ کر گدھے بھاگتے ہیں۔

❊ خاوند چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے بیوی پر زنا کا الزام لگادیتا ہے۔ (فرزند اقبال) جاوید اقبال

❊ کیا اعجاز نے نورجہاں پر، نعیم بخاری نے طاہرہ سید پر اور سرفراز نواز نے رانی پر یہی الزام لگایا تھا؟

❊ بھارتی خواتین لڑاکا طیارے اڑائیں گی (ایک خبر)

❊ پاکستانی پائلٹوں کے لئے خوشخبری!

❊ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ (ایک نمازی)

❊ اور نماز سے فارغ ہوتے ہی کہتے ہیں "یارسول اللہ مدد، یاعلی مدد، یاپیر دستگیر، امداد کن۔ امداد کن یا غوث الاعظم" یاشیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ دونوں میں سے ایک جگہ ضرور جھوٹ بولا گیا ہے۔

❊ بے نظیر کے حکم پر فہمیدہ ریاض کو نوکری دی گئی۔ (شجاعت حسین)

❋ ایک عجوزہ ہے دوسری ہے خرمست سانڈنی
باد‌ۂ گلرنگ میں دو صبا رفتار ہیں!

❋ خالص ترقی پسند آٹھ کنال سے کم کوٹھی میں رہنا پسند نہیں کرتے (خالد احمد)

❋ بالکل صحیح ایک ترقی ساری عمر ۳۲ لاکھ کی مرسیڈیز میں بیٹھ کر مزدوروں کے حقوق کی بات کرتا ہے۔

❋ خوف کے پہرے دور کئے جائیں میں تین دن سے کوئی گانا نہیں گا سکی۔ (نورجہاں)

❋ کفر جہاں ہے نور کی حرکت پہ خندہ زن

❋ تین بار سے زیادہ رخصت برائے زچگی لینے والی خواتین اساتذہ کی ترقی روک لینے کا حکم (محکمہ تعلیم پنجاب)

❋ جمہوریت نے انسان کو انسان کا خالق بنادیا ہے جو کہہ رہا ہے تو بچے کم پیدا کر!

❋ مولوی مینر نیازی بے نظیر سے ملتے ہیں غلام اسحاق سے ایوارڈ لیتے ہیں (حبیب جالب)

❋ آپ بھی "لاڑکانے چلو۔ ورنہ تھانے چلو" لکھتے ہیں اور جس کے خلاف لکھتے ہیں اسی کی بیٹی سے بھتہ لیتے ہیں۔

❋ غلام مصطفی کھر سوروں کا شکار کھیلنے چلے گئے۔ (ایک خبر)

❋ ابلیس را ابلیس می شناسد!

❋ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ رکھنے کے خلاف شاہراہ قائداعظم پر خواتین کا مظاہرہ۔ (ایک خبر)
ان خواتین کا کوئی مذہب نہیں ہوگا۔

❋ چیئرمین واپڈا کے لئے ساڑھے بارہ ہزار روپے کا پین اور پانچ سو روپے کی سیاہی دوات خریدی گئی (ایک خبر)

❋ اس رقم سے دو متاثرین سیلاب خاندانوں کو سہارا مل سکتا ہے شرم تم کو مگر نہیں آتی۔۔۔۔

❋ سود پر پابندی ممکن نظر نہیں آتی ایسا ہوا تو پاکستان دنیا سے کٹ جائیگا۔ (پاکستانی سرمایہ کاری کے ماہرین)

❋ سود جاری رہا تو پاکستان خدا سے کٹ جائیگا۔

❋ خواتین نشستوں کے بغیر قومی اسمبلی نامکمل ہے۔ (اجمل خٹک)

❋ آپ کے بغیر تو قومی اسمبلی مکمل ہے؟۔

❋ ڈاکٹر جاوید اقبال کو سب سے بڑی تکلیف یہ ہے کہ ملا شراب اور ریس کے خلاف کیوں بولتا ہے۔
(حافظ ادریس)

❋ آخر وہ اپنے اندر جانے والی ام الخبائث کے اثرات کو اور کس طرح ٹھنڈا کرے؟

حافظ ابوسفیان
(ناظم نشر و اشاعت تحریک طلباء اسلام ملتان)

تحریک طلباء اسلام کے زیر اہتمام

تحریک آزادیٔ برصغیر کے عظیم مجاہد، بطل حریت، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالی کے صد سالہ یوم پیدائش کے سلسلہ میں ایک تربیتی نشست کی روداد

یوں تو جب سے تحریک طلباء اسلام کی ''تاسیس نو'' ہوئی ہے تب سے ملتانؔ میں تحریک کے ساتھیوں کیلئے مختلف تربیتی مجالس منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ مگر حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے صد سالہ یوم پیدائش کے سلسلہ میں ہونے والی نشست کی اپنی اہمیت تھی، جو طلباء کیلئے خالصتاً تربیتی اور معلومات افزا تھی۔

۲۲ اکتوبر بروز جمعرات مسجد معاویہؓ عثمان آباد کالونی میں تحریک طلباء اسلام کی طرف سے نشست کا انعقاد کیا گیا جانشین امیر شریعت حضرت ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ کے دست راست جناب ابوہندہ محمد عبد اللہ صاحب نے صدارت کی، اور نواسۂ امیر شریعت جناب سید محمد کفیل بخاری (مدیر ماہنامہ نقیب ختم نبوۃ) مہمان خصوصی تھے، تحریک کے معاون جناب قاری عبد القادر صاحب نے تلاوت قرآن فرمائی، اور تحریک کے تعارف کے سلسلہ میں جناب معظم معاویہ قریشی صاحب (جو کہ تحریک طلباء اسلام ملتان کے ناظم بھی ہیں) نے خطاب کیا، جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض حافظ محمد احمد معاویہ نے سرانجام دیے۔ جناب معظم معاویہ قریشی صاحب نے تعارفی خطاب کرتے ہوئے کہا تحریک طلباء اسلام کوئی نئی تنظیم نہیں ہے جو طلباء میں کام کر رہی ہو بلکہ اس ''تحریک'' نے ۷۱ء سے ۷۷ء کے مارشل لاء تک طلباء میں فکری و اعتقادی کام کیا ہے اور اس سے قبل تحریک آزادیٔ ہند کے دور میں بھی ''احرار سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے نام سے کام ہوتا رہا ہے۔ جس نے طلباء میں دینی شعور بیدار کیا، مسلمان طلباء میں انگریز سامراج سے آزادی کی تڑپ پیدا کی، انہیں انگریز کے خلاف ایک آتش بجاں مجاہد، دین کا سپاہی اور داعی بنایا، اور دین کی فکری اور نظریاتی اساس پر علمی اور عملی لحاظ سے سیراب کیا، ۷۱ء میں دوبارہ تحریک طلباء اسلام کے نئے نام سے کام شروع ہوا اور اس بات کو شدت سے محسوس کیا گیا کہ لادین نظریات کی حامل طلباء تنظیموں کی گمراہ کن سرگرمیوں کے آگے بند باندھا جائے علاوہ ازیں طلباء کو قومی تحریکوں میں کلیدی اور مثبت کردار ادا کرنے پر آمادہ و تیار کیا جائے چنانچہ جہاں طلباء کے مسائل کے حل کیلئے تعلیمی اداروں میں محنت کی گئی وہاں دوسرے دینی و قومی امور میں بھی بھرپور شرکت کی۔ ''تحریک طلباء'' نے تحفظ ختم نبوۃ کی تحریک (۷۴ء) میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اور قائدین تحریک تحفظ ختم نبوۃ کے شانہ بشانہ چلے، چنیوٹ میں تحریک کے کارکن عبد الرشید نے جام شہادت نوش کیا۔ ۷۷ کے مارشل لاء تک ''تحریک'' طلباء کی ایک منظم طاقت بن چکی تھی مگر برا ہو مارشل لا کا کہ جہاں دیگر جماعتیں

مارشل لاء کے زیر عتاب آئین وہیں "تحریک" جیسی طلباء میں دینی کام کرنیوالی تنظیم بھی پابندی کی زد سے نہ بچ سکی، اب کہ پھر ۱۹۹۲ء میں تحریک طلباء اسلام کا قافلہ نئے سرے سے مرتب کیا گیا ہے، جناب معظم معاویہ نے کہا کہ تحریک طلباء اسلام کا مقصد طالب علم ساتھیوں کو تعلیم سے برگشتہ کر کے کتاب و قلم کی بجائے کلاشنکوف پکڑانا نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ "طالب علم! علم کی طلب و جستجو میں کھوجائے۔ جو عمل کرے علم پر مبنی ہو، جو بات کہے وہ علم کی خوشبو میں مہکی ہوئی ہو۔ اس لیے کہ علم، شعور و خرد کے خفتہ و لطیف احساسات کو بیدار کرتا ہے" ہم سمجھتے ہیں کہ طالب علم وہ ہے کہ جو دلیل کی قوت سے عقیدہ و نظریہ کی اصلاح کرے، جو مخالف و دشمن کو سوچنے کی دعوت دے، علم کی روشنی سے تاریکی کا راستہ روک لے، علم کی زبان سے گفتگو کرے، ہم اس کو ہر گز طالب علم نہیں سمجھتے جس کی زبان خنجر، پستول، اور کلاشنکوف ہو، ہمیں ہمارے اکابر نے یہی سکھایا ہے، یہی ہم نے سیکھا ہے اور اسی کو ہم آگے منتقل کرنا چاہتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ سال رواں میں ملتان اور لاہور میں تحریک طلباء اسلام کا قیام عمل میں آچکا ہے اور دیگر شہروں میں کوششیں جاری ہیں۔ قائد تحریک تحفظ ختم نبوۃ ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری ہمارے سرپرست ہیں۔

تحریک طلباء اسلام کے زیر اہتمام طالب علم ساتھیوں کی دینی و فکری تربیت کے لئے پندرہ روزہ مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ اسی سلسلہ کی کڑی آج کی مجلس ہے۔

آخر میں جناب معظم معاویہ صاحب نے طالب علم ساتھیوں کو دعوت دیتے ہوئے کہا کہ اگر آپ کے دل میں ایمان کی چنگاری سلگ رہی ہے تو آگے بڑھیے اور ہم سے عملاً تعاون کیجئیے، آیئے ان تمام طاغوتی طاقتوں کو اپنے عمل کی قوت سے پاش پاش کردیں جو اسلام جیسے مکمل ضابطۂ حیات کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ تاکہ حکومت الٰہیہ کے قیام کا راستہ ہموار ہوسکے۔

ان کے بعد مہمان خصوصی جناب سید محمد کفیل بخاری کو دعوت دی گئی اور وہ یوں گویا ہوئے

صدر گرامی اور تحریک طلباء اسلام کے جواں ہمت، جواں فکر اور جواں عزم ساتھیو۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

آج مجھے جس موضوع پر اظہار خیال کی دعوت دی گئی ہے اس کا عنوان کچھ یوں ہے "امیر شریعت اور نسل نو" یہ موضوع اتنا ہمہ گیر اور وسیع ہے کہ اس پر مبسوط اور مربوط گفتگو کیلئے کافی وقت درکار ہے آپ عزیزوں نے میری نسبت کے حوالے سے کچھ اچھی توقعات مجھ سے وابستہ کرلی ہیں۔ میں مختصر وقت میں کچھ معروضات پیش کرتا ہوں۔

نوجوان ہر دور میں تحریکوں اور جماعتوں کا ہراول دستہ رہے ہیں، اس عمر میں خواہشیں، امنگیں، صحت و توانائی، شوق و جذبہ سب اپنے شباب پر ہوتے ہیں اور ان خوبیوں کے ساتھ جدوجہد کرنے کا جو لطف و کیف ہے وہ آپ بھی محسوس کر رہے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے نوجوان صحابہؓ کرام کو اہم ذمہ داریاں سونپ کر امت کیلئے اسوۂ حسنہ چھوڑا ہے۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی اور بھی مثالیں تاریخ و سیرت میں ملتی ہیں، جنہیں نبی کریم ﷺ نے قیادت و

سیادت کا علم عطا فرمایا اور صحابہؓ کرام آپ علیہ السلام کی سرپرستی وہدایت اور اطاعت میں دین کی تبلیغ اور جہاد کی معرکہ آرائیوں میں اپنی جانوں پر کھیلتے نظر آتے ہیں۔

ہمارا تعلق جن اسلاف سے ہے انہوں نے اپنی انفرادی واجتماعی زندگی میں ہمیشہ اسوہ حسنہ کی ہی پیروی کی ہے۔ مجلس احرار اسلام برصغیر کی تاریخ میں ایک منفرد جماعت ہے جس نے نہ صرف نوجوانوں کو دینی شعور عطا کیا بلکہ متوسط اور پسے ہوئے طبقہ کے لوگوں کو دینی وسیاسی شعور سے مالامال کرکے سرمایہ پرستوں اور جاگیرداروں کے مقابل لاکھڑا کیا۔ اس راہ میں سب سے بڑی جابر قوت انگریز سامراج سے ٹکرا کر اس کے اقتدار کی چولیں ڈھیلی کردیں۔ قید و بند، مصائب، تکالیف، مشکلات غرض کوئی چیز ان کے سچے جذبوں کے راستے میں نہ ٹھہر نہ سکی۔ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ تعالیٰ نوجوانوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کرتے تھے،

''زندگی میں کبھی مایوس نہ ہونا، اور اپنی ذات پر اعتماد قائم رکھنا اپنی نیت صاف رکھ کر اللہ کے سپاہی بن جاؤ پھر دیکھو میرا اللہ تمہیں کس طرح کامیابی عطا کرتا ہے''

نوجوانان عزیز اور طلباء کرام! اس وقت آپ تعلیم حاصل کررہے ہیں آپ خوب پڑھیں اپنی تعلیمی زندگی میں بلند مقام حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اخلاق کو بھی بلند کریں۔ یہی عمر کچھ بننے کی ہے۔ اگر آپ آج ان امور پر توجہ کریں گے تو آپ کی شخصیت نکھر جائے گی اور مستقبل میں آپ سماج کے معزز فرد ہوں گے۔ آج جس نہج پر اپنی تربیت کریں گے کل قوم وملک کیلئے بہتر خدمت انجام دے سکیں گے۔

اس وقت دنیا میں دو نظاموں کفر اور اسلام کی جنگ ہے آپ نے بحیثیت مسلمان اپنی شخصیت کو اس قدر دینی رنگ سے مزین کرنا ہے کہ آپ کی پہچان اور شناخت اسلام بن جائے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں دین غالب آجائے۔

یورپ کی تہذیبی اور ثقافتی یلغار کے سامنے دینی اعمال کا بند باندھنا ہے، کفریہ تہذیب وثقافت کتنی ہی پرکشش کیوں نہ ہو اس سے مرعوب نہیں ہونا بلکہ مزاحمت کرکے اپنی انفرادی واجتماعی زندگی سے اُسے خارج کرنا ہے۔

طلباء عزیز! آپ جس نظام کے علمبردار ہیں وہ الہامی ہے، فطری ہے اور خالق کائنات کا دیا ہوا ہے جبکہ غیر مسلم اقوام جس نظام کی اسیر ہیں وہ انسانوں کے اپنے ذہن کی اختراع ہے۔ ظاہر بات ہے جو نظام انسانوں کا بنایا ہوا ہے اس میں انسانی خواہشات کو بھی دخل ہے اسی لئے وہ ناقص ہے اور اس کے ذریعے انصاف ناممکن ہے۔ مگر جو نظام انسان کے خالق نے اس کے لئے تجویز کیا ہے۔ وہ کامل واکمل ہے اور وہی ہمارے تمام مسائل کا حل ہے۔ اُسی کے ذریعے عدل قائم کیا جاسکتا ہے۔ حضرت امیر شریعت فرمایا کرتے تھے

''جب تک مخلوق میں خالق کا نظام نہیں چلایا جائے گا دنیا میں امن نہیں ہوگا'' آپ دیکھ لیں کہ دنیا اپنے ہی بنائے ہوئے نظاموں کی بدولت تباہی وبربادی کی طرف جارہی ہے۔

عزیز نوجوانو!

آپ خوب پڑھیں، محنت سے تعلیم حاصل کریں، اپنے عقیدہ وفکر کو مضبوط رکھیں پھر آپ جہاں

بھی چلے جائیں آپ کو کوئی فکر و نظریہ متاثر نہیں کر سکے گا۔ امیر شریعت کا نوجوان نسل کو یہی پیام ہے کہ اپنی زندگیوں کو اسلام کے قالب میں ڈھالو اور اخلاق و کردار کو بلند کر کے، علم سے مسلح ہو کر جہالت کے اندھیروں کو روشنی میں بدل دو۔ خلوص اور محبت سے محنت کرو مستقبل تمہارا ہے۔

جناب سید کفیل بخاری کی دعاء کے ساتھ نشست اختتام پذیر ہوئی۔

حبیب اللہ رشیدی (ربوہ)

"قصر خلافت" ربوہ کا آہنی گیٹ توڑ کر عقوبت خانے ختم کئے جائیں

مرزا طاہر پر پاکستان دشمنی اور بھارت دوستی کے الزام میں بغاوت کا مقدمہ درج کر کے گرفتار کیا جائے (اللہ یار ارشد)

عالمی تحریک تحفظ ختم نبوت ربوہ (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار کے کارکنوں کا ایک اجلاس ٦ اکتوبر کو دفتر تحریک تحفظ ختم نبوت بخاری مسجد ربوہ میں منعقد ہوا۔ مسجد احرار کے خطیب مولانا اللہ یار ارشد نے صدارت کی۔ اس اجلاس میں ربوہ کے مسلمان باسیوں کے نمائندوں نے بھی شرکت کی اس اعتبار سے یہ ایک بھرپور اور نمائندہ اجلاس تھا۔ تحریک کے کارکنوں نے ربوہ اور ربوہ سے باہر مرزائیوں کی اسلام اور وطن دشمن سرگرمیوں کا تفصیلی جائزہ لیا اور اپنے تبلیغی مشن کو مزید متحرک اور فعال بنانے کے لئے مختلف تجاویز منظور کیں۔ اجلاس میں مولانا اللہ یار ارشد نے خطاب کرتے ہوئے احرار کارکنوں پر زور دیا کہ وہ فتنۂ مرزائیت کے مستقل محاسبہ و تعاقب کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیں، انہوں نے کہا کہ یہ فتنہ ختم نہیں ہوا بلکہ زیر زمین سرگرمیوں میں مصروف ہو کر اور زیادہ خطرناک ہو گیا ہے۔ آخر میں متفقہ طور پر درج ذیل قراردادوں کے ذریعے حکومت کو مطالبات پیش کئے گئے۔

١) ربوہ میں کچی آبادی کے مسلم مکینوں کو مالکانہ حقوق دیگر پانی، بجلی، علاج معالجہ، سوئی گیس، ٹیلی فون، تعلیم اور دیگر سہولیات فراہم کی جائیں۔

٢) ربوہ میں آباد تقریباً سات ہزار پہاڑی مسلم مزدوروں کو بے روزگاری سے بچاتے ہوئے گذارہ الاؤنس کے ساتھ انہیں روزگار مہیا کیا جائے۔

٣) ربوہ کے تھانہ، پولیس چوکی، عدالت اور دیگر سرکاری محکموں کے عملہ کے لئے ربوہ میں رہائشی کوارٹرز تعمیر کئے جائیں۔

٤) امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے تحت روزنامہ الفضل ربوہ کا ڈیکلریشن منسوخ کر کے اسے بند کیا جائے اور ضیاء الاسلام پریس ربوہ کو سربمہر کیا جائے۔

٥) صدر انجمن احمدیہ کی رجسٹریشن منسوخ کر کے اس کی تمام منقولہ و غیر منقولہ جائیداد بحق سرکار ضبط کر کے غیر مسلم اوقاف کی تحویل میں دی جائے۔

٦) ملٹری آپریشن کے ذریعہ قصر خلافت ربوہ کا آہنی گیٹ توڑ کر قادیانی عقوبت خانے ختم کیے جائیں اور غیر قانونی اسلحہ کے ذخائر دریافت کر کے اس پر قبضہ کیا جائے۔

٧) مرزا طاہر کے خلاف پاکستان دشمنی اور بھارت دوستی کی بنیاد پر بغاوت کا مقدمہ درج کر کے انٹرپول پولیس کے ذریعہ گرفتار کیا جائے اور اس کی منقولہ و غیر منقولہ پاکستانی تمام جائیداد ضبط کی جائے۔

پروفیسر محمد اکرام تائب (عارف والا)

تضمین

"ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں"
شہلا بھی کم نہیں مگر ہے نیلوفر کہاں
میرج بیورو والوں نے حامی بھری تو ہے
"اب ٹھہرتی ہے دیکھئیے جا کر نظر کہاں"
مرچوں میں چھان بورا ہے ہلدی میں زرد رنگ
اب کھا بھی لیں جو زہر تو مرنے کا ڈر کہاں
چوہا مرے ٹرنک میں آکر ہے گھس گیا
"اس خانماں خراب نے ڈھونڈا ہے گھر کہاں"
ہم پھر رہے ہیں شہر میں گھی کی تلاش میں
"ہوتی ہے آج دیکھئے ہم کو سحر کہاں"
تو انگلیوں پہ سب کو ہے کب سے نچا رہا
"عالم میں تجھ سے لاکھ سہی تو مگر کہاں"
اردو کو مل سکے گا نہ جائز کبھی مقام
"دل مانتا نہ ہو تو زباں میں اثر کہاں"
جوتا دکھا کے بیوی نے شوہر سے یہ کہا
"آئے ہو وقت صبح رہے رات بھر کہاں"
ملتا نہیں کرایہ پہ بھی شہر میں مکان
اپنے بھلا نصیب میں تائب ہے گھر کہاں

تصحیح: گزشتہ شمارہ میں پروفیسر افضال احمد انور صاحب کے مضمون "اقبال اور مسئلہ قادنیت" کے صفحہ ۸ پر نیچے سے اوپر سطر ۳ کی عبارت میں غلام جیلانی برق کی بجائے غلام احمد قادیانی سہواً چھپ گیا ہے۔ قارئین تصحیح فرما کر اسے یوں پڑھیں۔
" چند اقتباسات غلام جیلانی برق کی تحریر کردہ کتاب "حرفِ محرمانہ" سے منقول ہیں۔"

(ادارہ)

اقبال ساجد　　　　　　　　　　　　　　　غیر مطبوعہ کلام

غزل

آنکھ رکھتا ہے تو ماتھے پر مری نیت کو پڑھ
میرے ظاہر پر نہ جا، باطن کی شخصیت کو پڑھ

سطح پر تنقید کرنا تو کمال فن نہیں
بحر کی تہہ میں اتر، پیروں کی خاصیت کو پڑھ

غور کر باغ جہاں کے پھول کیوں ناراض ہیں
چہرہ چہرہ ہر طرف رنگ فراریت کو پڑھ

بعد میں درخواست دے بستی میں بسنے کیلئے
پہلے شہر دل کے احکامات شہریت کو پڑھ

ہورہا ہے آج ہر دل کی حویلی میں جوا
سینہ سینہ جھانک کے جذبوں کی کیفیت کو پڑھ

ٹہنی ٹہنی اہل گلشن چل رہے ہیں زہر چال
بھانپ خوشبو کا ارادہ پھولوں کی نیت کو پڑھ

(بقیہ اداریہ)

اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ وہ ہمارے معاملات میں براہ راست مداخلت کر رہے ہیں اور بے نظیر زرداری کی طرف سے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے مسئلہ پر قادیانیوں کی حمایت دراصل اس ملاقات کا نتیجہ ہے جو ان دونوں کے درمیان ہوئی ہے۔

نیرنگی سیاست دوراں

ماہ رواں میں سیاسی اتار چڑھاؤ میں بڑی تیزی آئی ہے۔ "اتحاد سازی" کے ماہر کیمیا گر نوابزادہ نصراللہ خان صاحب نے آخر ریزگاری جمع کر کے این ڈی اے باقاعدہ تشکیل دے دیا۔ جبکہ بے نظیر زرداری پہلے ہی پی ڈی اے کے پلیٹ فارم سے سرگرم ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جے یو آئی، جے یو پی اور جماعت اسلامی ابھی تک ان اتحادوں کی زد سے بچی ہوئی ہیں۔ اللہ کرے وہ ان سے محفوظ رہیں اور اپنی علیحدہ قوت مجتمع کر کے ملک کی دینی قیادت کو آگے لائیں۔ (آمین)

نئے سیاسی اتحاد حکومت ختم کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں؟ اس بارے میں یقینی بات نہیں کہی جاسکتی مگر یہ بات تو پورے شرح صدر اور وثوق سے کہنے کے لائق ہے کہ اگر موجودہ حکومت نے نفاذ اسلام کے وعدہ سے انحراف کیا تو اس کی بربادی نہ صرف یقینی ہے بلکہ اظہر من الشمس ہے۔ ارباب حکومت اپنی بقا و استحکام چاہتے ہیں تو نفاذ اسلام کا وعدہ پورا کر کے اللہ کے ہاں سرخرو ہوں اور قوم کی بے لوث حمایت بھی حاصل کریں اپنے ان وزیروں اور مشیروں کی فوج ظفر موج کے منہ میں لگام دیں جو بگٹٹ ہو کر آئے دن "ملاازم" کی آڑ میں اسلام پر تبرا کرتے رہتے ہیں۔

بقیہ از صا۱۸

فتنہ کا اندیشہ ہو وہاں صورۃ بدعتی امام کی اقتداء اختیار کرلی جائے اور دل میں اپنی انفرادی نماز کی نیت کی جائے ۔ ثناء کے بعد تعوذ تسمیہ پھر قراءت کی جائے ۔ غرض ظاہر کی حد تک رکوع سجدہ میں امام کے پیچھے پیچھے چلتا رہے مگر نماز اپنی ہی پڑھتا رہے ۔ دوسرے فقہی مذاہب کے پیرو (مالکیہ' شافعیہ' حنابلہ) ائمہ کی اقتداء میں نماز بلا کراہت جائز ہے ۔ الا یہ کہ مقتدی کو یقین ہوجائے کہ امام کی طہارت یا نماز میں کوئی ایسی بات پائی گئی جو مقتدی کے مذہب میں نماز کو فاسد کرنے والی ہے ۔ یہی تفصیل غیر مقلد امام کی اقتداء میں ہے بشرطیکہ وہ اسلام کے ائمہ مجتہدین کا احترام کرتا ہو تقلید شخصی کو گناہ نہ سمجھتا ہو ۔ مگر افسوس کہ اس جماعت میں اس قسم کے اعتدال پسند لوگ کہیں خال خال ہی نظر آتے ہیں ۔ اس لئے بلا تحقیق ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا بہتر نہیں ۔ شیعہ امام کی اقتداء میں نماز قطعاً" نہیں ہوتی ۔

بشکریہ ماہنامہ "الاشرف" کراچی
اکتوبر ۱۹۹۲ء

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر

ایک دھماکہ خیز کتاب

مصنف: مولانا عتیق الرحمن سنبھلی

مقدمہ: مفکر اسلام حضرت مولانا محمد منظور نعمانی

جس میں واقعہ کربلاء سے متعلق افسانوی کہانیوں کی اصل حقیقت سے پردہ اٹھایا گیا ہے
تاریخ وسیرت سے دلچسپی رکھنے والے ہر باذوق قاری کے لئے انتہائی اہم کتاب
دس کتابوں پر ۳۳٪ دس سے زائد کتابوں پر ۴۰٪ اور ۱۰۰ کتابوں پر ۵۰٪
رعایت دی جائے گی۔ ———— قیمت ۶۰ روپے

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

جامع مسجد ختم نبوت

دار بنی ہاشم — مہربان کالونی — ملتان

زیر اہتمام: تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان

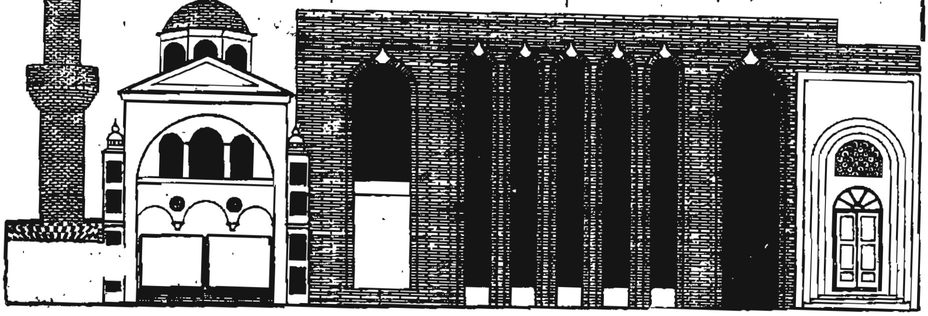

مسجد تکمیل کے مراحل میں ہے، دیواروں کے پلستر، ٹونٹیوں کی تنصیب، بجلی کی فٹنگ دروازوں اور کھڑکیوں کی تنصیب کا کام جاری ہے۔ اس وقت تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ نقد و سامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون کا ہاتھ بڑھائیں۔ اور اللہ سے اجر پائیں۔

ترسیل زر کے لئے

بذریعہ بنک ڈرافٹ، چیک

بنام ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری

اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان۔

اسلام کے ناموس و تحریک آزادی کے عظیم مجاہد فدائے احرار

مولانا محمد گل شیر شہید

رحمۃ اللہ علیہ کے

● سوانح وافکار ● احوال و آثار

● سیرت و کردار ● بےمثال جدوجہد ● ولادت تا شہادت

نوجوان محقق محمد عمر فاروق کے قلم سے ایک تاریخی دستاویز

مقدمہ نگار: خواجہ خان محمد مدظلہٗ ● ڈاکٹر انور سدید
مولانا سید عطاء المحسن بخاری
مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی،

فلیپ نگار: احمد ندیم قاسمی ● مولانا محمد اسحٰق بھٹی

نایاب اخباری و سرکاری ریکارڈ سے ماخوذ دستاویزات۔

● مکاتیب و عکس تحریر ● نادر و نایاب تصاویر
● تاریخی منظومات ● نامور شخصیات کا اعترافِ عظمت
● انگریزوں کے پشتینی وفاداروں کی خدمات
● اعزازات، خطابات اور زمینوں کی تفصیلات
● مجاہدین آزادی کی خونچکاں سرگزشت، تاریخ کے سربستہ راز اور ان کہی کہانیاں ● پہلی مرتبہ منظرعام پر

جب برطانوی سامراج کا آفتاب نصف النہار پر تھا

● انقلاب زندہ باد کہنے سے انگریز اور اس کے جانشینوں کی ہڈیاں انکی قبروں میں چٹخنے لگتی تھیں،
● راست باززبانوں کے لئے اندھا قانون اور بےخوف انسانوں کے لئے کوڑھی انصاف تھا،
● کاسہ لیسان سرمدی اپنے سینوں پر تمغہ ہائے وفاداری لٹکائے پھرتے تھے،
● فدایانِ حریت کے لئے حلقہ ہائے زنجیر تھے یا درہ ہائے تعزیر،
● طلبگارانِ آزادی کی بےسروسامانی پر فرزندانِ سلطنت کے وحشیانہ قہقہے گونجتے تھے،
● احرار رضاکاروں کے بدن کا گوشت روئی کے گالوں کی طرح اڑتا تھا،
● پیکرانِ عفت کے چہروں پر طمانچوں کی مہریں ثبت تھیں،

یہ انہی دنوں کی سرگزشت ہے

● مؤلف کی دس سالہ محنت کا نچوڑ
● منفرد انداز تحریر میں
● سینکڑوں عنوانات کے گرد گھومتی کہانی

● صفحات ۴۰۴ ● کمپیوٹر کتابت ● خوبصورت سرورق ● مجلد ● اعلیٰ طباعت
● قیمت ۱۵۰ روپے پیشگی رقم ارسال کرنیوالوں کے لئے خصوصی رعایت پر ۸۵ روپے میں

قریبی بکسٹال یا ہم سے طلب فرمائیں۔

بخاری اکیڈمی

دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان پاکستان

(میسون پبلی کیشنز پل شوالہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)